REGD No P. 67

رجسٹرڈ نمبر ۶۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

WEEKLY BADR QADIAN

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۴

شمارہ ۳۵

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

نائب: فیض احمد گجراتی

شرح چندہ
سالانہ ۷/- روپے
ششماہی ۴/- ”
ممالک غیر ۸/- ”

فی پرچہ: ۱۵ نئے پیسے

۲ / احسان ۱۳۴۴ ہش | جمادی الاول ۱۳۸۵ھ | ۲ / ستمبر ۱۹۶۵ء

اخبار احمدیہ

۱۲ / اگست۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۲۸ / اگست بوقت ۸ بجے صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔ اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ کی صحت کاملہ و عاجلہ اور درازی عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو جلد کامل طور پر شفایاب فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۱۳ / اگست۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضل تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

کسر صلیب کا درخشندہ ثبوت

حضرت مسیح علیہ السلام کے کفن پر سائنٹیفک تحقیق

از مکرم شیخ عبد القادر صاحب۔ لاہور

انجیل یوحنا میں لکھا ہے:۔

”جب سپاہیوں نے (مصلوب) یسوع کے پاس آکر دیکھا کہ وہ مر چکا ہے تو اس کی ٹانگیں نہ توڑیں۔ مگر ان میں سے ایک سپاہی نے بھالے سے اس کی پسلی چھیدی اور فی الفور اس سے خون اور پانی بہہ نکلا .....

..... ان باتوں کے بعد ارمتیہ کے رہنے والے یوسف نے جو یسوع کا (مخفی) شاگرد تھا۔ پیلاطوس سے اجازت چاہی کہ یسوع کی لاش لے جائے۔ پیلاطوس نے اجازت دی۔ پس وہ آکر اس کی لاش لے گیا۔ اور نیکدیمس بھی آیا۔ اور پچاس سیر کے قریب مُر اور عود ملا ہوا لایا۔ پس انہوں نے یسوع کی لاش لے کر اسے سوتی کپڑے میں خوشبودار چیزوں کے ساتھ کفنایا۔ جس طرح کہ یہودیوں میں دفن کرنے کا دستور ہے۔ انہوں نے یسوع کو باغ میں ایک نئی قبر میں رکھا .....

(یسوع کے زندہ ہونے اور قبر سے نکل جانے کے بعد پطرس نے) قبر کے اندر جاکر دیکھا کہ سوتی کپڑے پڑے ہیں اور وہ رومال جو اس کے سر سے بندھا ہوا تھا سوتی کپڑوں کے ساتھ نہیں بلکہ لپٹا ہوا ایک جگہ الگ پڑا ہے۔“

(یوحنا ۱۹ / ۳۳ تا ۴۲، ۲۰ / ۶، ۷)

یہ مقدس کفن جس کا انجیل میں ذکر ہوا ہے عیسائی دنیا کے پاس آج تک محفوظ ہے۔ یہ ۱۴ فٹ کی ایسی چادر ہے جس پر حضرت مسیح کے سراپا کی منفی تصویر بالکل اسی طرح بنی ہوئی ہے جس طرح کیمرہ کی پلیٹ پر نیگیٹو عکس منعکس ہوتا ہے اوپر کی چادر سامنے کے حصہ بدن کی تصویر ہے۔ نیچے کی چادر پر عقبی حصہ کی تصویر۔ یہ منفی عکس اتنا مکمل، اتنا محفوظ اور حقیقی ہے کہ دنیا کے علماء محو حیرت اور انگشت بدنداں ہیں۔ نصف صدی کی تحقیق کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ کوئی انسانی ہاتھ کسی شخص کے مکمل سراپا کا اتنا مکمل نیگیٹو Negative تیار نہیں کر سکتا جو کہ اصل کے بالکل مطابق ہو۔ پھر اس زمانہ میں جبکہ منفی تصویر کا تصور بھی موجود نہ ہو۔ بہت شور تھا کہ یہ کفن پندرھویں صدی کا ”مذہبی فراڈ“ ہے۔ لیکن اب سائنٹیفک تحقیق کے بعد یہ فیصلہ دیا گیا کہ یہ نقوش حقیقی ہیں کسی انسان کے بنائے ہوئے نہیں۔ نقوش بدن مثبت نہیں بلکہ منفی ہیں کچھ ایسے حالات پیدا ہوئے کہ کفن کی چادر کیمرہ کی پلیٹ بن گئی۔ حضرت مسیح کے بدن کے نقوش اس میں مرتسم ہو گئے۔ آج یہ مقدس اوڑھنی اٹلی کے شاہی خاندان کی تحویل میں تورین (Turin) مقام پر محفوظ ہے۔ سائنس دانوں اور ماہرین فن نے پادریوں کی موجودگی میں چھ ہزار اور بیس ہزار وولٹ بجلی کی روشنی میں اس کی تصاویر حاصل کیں۔ انہوں نے سائنٹیفک طریق پر ثابت کیا ہے کہ جب مسیح کو کفن میں لپیٹا گیا تو ساتھ ہی مُر اور ایلوس کا پوڈر بھی چھڑکا گیا۔ اس سے کاربونیٹ آف ایلومنیم پیدا ہوا جسم کی گرمی اور رطوبت کے اخراجات کی وجہ سے وہی کیفیت پیدا ہو گئی جس سے تصویر بن سکتی ہے۔ اس طرح کپڑے پر حضرت مسیح کے سراپا کا نیگیٹو منعکس ہو گیا۔ اس منفی نقش کو ترقی یافتہ فوٹوگرافی کی مدد سے جب اجاگر کیا گیا تو حیران کن باتیں جو کہ آج تک مخفی تھیں منصۂ شہود پر آگئیں یوں حوادث صلیب کی اتنی مکمل تصویر بن گئی کہ اس تاریخی اوڑھنی کو پانچویں انجیل کا نام دیا گیا۔ اتنی مکمل تفاصیل کوئی تاریخی دستاویز بھی ریکارڈ نہیں کر سکتی جتنی اس چادر میں محفوظ ہیں۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی شبیہ مبارک کا حقیقی عکس بھی اس چادر میں موجود ہے۔ آپ کے جسم پر کوڑوں کی ضربات کے نشان سر پر کانٹوں کے تاج کے زخم، صلیبی میخوں کے گھاؤ، پسلی میں برچھی چبھونے کا نشان، زخموں سے بہنے والا خون، اس کے قطرات اور دھاریں۔ پھر آپ کے سراپا کے نقوش اس چادر میں یوں جذب ہو گئے جیسے کسی ماہر فوٹوگرافر نے تصویر اتاری ہو۔ یہ بجھے بجھے نقوش جن پر انیس سو سال سے زائد عرصہ گذر گیا۔ آج سائنس نے نمایاں کر کے دنیا کے سامنے پیش کر دیئے ہیں۔

حیران کن امر یہ ہے کہ ہر نقش پکار پکار کر بتا رہا ہے کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام کو اس چادر میں رکھا گیا تو وہ بظاہر مُردہ تھے لیکن بباطن زندہ تھے۔

۱۔ جسم کی حرارت اور پسینہ کے اخراجات کے بغیر منفی عکس پیدا نہیں ہو سکتا۔

۲۔ تازہ بہے ہوئے خون کے نشان زبان حال گواہی دے رہے ہیں کہ دل کا عمل جاری ہے۔ خون کا دباؤ بحال ہے یعنی بدن میں خون پمپ ہو رہا ہے۔

نمبر ۳۔ اس اوڑھنی میں جسم کے سارے نقوش منفی ہیں لیکن خون کے نشان مثبت۔ اس راز کا حل صرف یہی ہے کہ دل کا عمل جاری تھا۔ سارے جسم میں خون پمپ ہو رہا تھا۔ تصویر منعکس ہونے کے بعد بھی تازہ خون براہ راست کپڑے میں جذب ہوتا رہا اس لئے خون کے نشان منفی نہیں بلکہ مثبت ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ تاریخی اوڑھنی کسر صلیب کا ایک زبردست ثبوت ہے۔

(باقی صفحہ ۸ پر)

اِس سال

قادیان میں جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ

بتاریخ ۱۱ / ۱۲ / ۱۳ / دسمبر منعقد ہوگا

رمضان المبارک کی وجہ سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری و اجازت سے اس سال قادیان میں جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۱ / ۱۲ / ۱۳ / دسمبر منعقد ہوگا۔ تمام پراونشل امراء و عہدیداران جماعتہائے احمدیہ ہندوستان اور مبلغین کرام تمام احباب جماعت کو جلسہ سالانہ کی نئی تاریخوں سے اچھی طرح باخبر کر دیں اور اس مبارک جلسہ میں شرکت کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ اور مقررہ تاریخوں پر زیادہ سے زیادہ تعداد میں قادیان تشریف لا کر اس روحانی اجتماع کی عظیم الشان برکات سے مستفیض ہوں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے [illegible] آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۱۷ر ستمبر ۱۹۶۵ء

یہ کیا عادت ہے کیوں سچی گواہی کو چھپاتا ہے

اسلام ایک زندہ مذہب ہے اس کا زندہ خدا سے تعلق ہے وہ ایسا شجرہ طیبہ ہے جو ہر موسم میں اپنے تازہ بتازہ زندگی بخش شیریں پھل دیتا ہے۔ چنانچہ حسب وعدہ ہر صدی کے سر پر مجددین کی بعثت اس کا زبردست ثبوت ہے۔

اسی طرح آخری زمانہ میں مسیح موعود اور مہدی معہود کے نزول اور ان کے ذریعہ اسلام کو ادیانِ باطلہ پر روحانی غلبہ حاصل ہونے کی محکم خبر بھی خدا کی طرف سے عظیم الشان شہادت تھی جسے حضرت مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔ اور اُسے اُمت کے دوبارہ نزول کے وقت اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا مدار قرار دیا۔

حدیث مسلم شریف میں آنے والے کو غیر مبہم الفاظ میں تین چار مرتبہ نبی کے نام سے پکارا گیا۔ اور اس برگزیدہ وجود کے ذریعہ اُمت کے روشن مستقبل کی خبر دی۔ مگر عامۃ المسلمین اور بعض ظاہر پرست علماء کی یہ غلطی تھی کہ سب باتوں کو ظاہر پر چسپاں کر رہے تھے۔ چنانچہ ایک طرف حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو آسمان پر زندہ اُٹھائے گئے یقین کرتے تھے تو دوسری طرف اُنہیں کے آخری زمانہ میں نزول کے قائل تھے۔ حالانکہ صریح طور پر قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کی خبر دی اور مختلف آیات کے ذریعہ اس بات کی وضاحت کر دی کہ ایسی غیر معمولی زندگی کسی انسان کو میسر نہیں۔ علاوہ ازیں یہ بات تو اُمت محمدیہ کی امتیازی شان کے سخت منافی ہے کہ جب یہ اُمت بگڑ جائے تو اسرائیلی نبی آکر اس کی اصلاح کرے۔ اصل فضیلت تو یہ ہے کہ آپ ہی کے فیضان اور آپ ہی کی متابعت سے خدا تعالیٰ کسی ایسے کامل وجود کو کھڑا کر دے جو اس خطرناک زمانہ ضلالت میں مہدی بن کر ظاہر ہو۔ اور مسیحی صفات سے متصف ہو کر روحانیت کے مریض شفا پائیں۔ چنانچہ مقدس نبی اسلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک الفاظ میں بھی آنے والے کے لئے نزول کا لفظ بولا گیا ہے جو اپنے اندر ایک پہلو نہایت درجہ اعزاز و اکرام کا رکھتا ہے۔ کیونکہ نزیل عربی زبان میں مہمان کو کہا جاتا ہے جو ہمارے خود شریف مہمان نواز گھرانے کی نگاہ میں قابل عزت و احترام ہوتا ہے۔

زمین و آسمان اپنی جگہ سے ٹل سکتے ہیں مگر نا ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کے وعدے ٹل جائیں۔ آنے والا عین وقت پر آیا اور اس نے قادیان کی بستی میں سے سب کو آواز دی اور علی الاعلان یہ اطلاع دی ہے

بس وہ پانی ہوں کہ آیا آسمان سے وقت پر\
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

چونکہ آپ خدا تعالیٰ کے سچے اور برحق مامور تھے۔ اس لئے آپ کے ذریعہ مشرق و مغرب میں اسلام کے روحانی غلبہ کے سامان ہو گئے۔ آپ کی آواز میں غیر معمولی تائید اور برکت رکھی گئی آپ کے ساتھ وابستگی رکھنے اور آپ کی پاک صحبت سے فیضیاب ہونے والوں نے ایک نئی زندگی حاصل کی۔ ایسی زندگی جس کا اوڑھنا بچھونا اسلام کی خدمت و اشاعت اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز کو ساری دنیا تک پہنچانا بن گیا۔ ان پاکباز لوگوں کی جماعت نے اپنی جانی اور مالی ایسی ایسی قربانیاں پیش کیں اور مسلسل کرتے چلے جا رہے ہیں کہ جس کی نظیر عصر حاضر پیش کرنے سے قاصر ہے ان میں سے ایک معقول تعداد نے دین اسلام کی تبلیغ کے لئے زندگیاں وقف کیں اور اپنے عزیز و اقارب اور وطن سے ہزاروں ہزار میل دور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے نکل گئے جبکہ جماعت احمدیہ کا دوسرا حصہ اپنے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر اپنی محدود آمدنیوں سے ایک مقررہ حصہ باقاعدہ طور پر اشاعت اسلام کے لئے دیتے ہیں۔ نہایت درجہ خلوص و محبت اور نیک جذبہ کے تحت خدا کی راہ میں دی گئی یہ چھوٹی چھوٹی رقوم خدا کی غیر معمولی برکت سے ہزاروں ہزار کی میزان میں ظاہر ہوئی۔ پھر اپنے اولوالعزم امام ہمام کی بیدار مغز قیادت میں بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیا جاتا ہے۔ اسی فنڈ سے ان ممالک میں مساجد تعمیر کی جا رہی ہیں۔ مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کر کے شائع کئے جا رہے ہیں۔ اسی طرح اسلام کی اعلیٰ تعلیمات پر مشتمل قیمتی لٹریچر ہزاروں کی تعداد میں شائع کیا جا رہا ہے اور خدا کے فضل سے اس کے اثرات اور خوش کن نتائج بھی نمایاں طور پر ظاہر ہو رہے ہیں۔ چنانچہ مذہب سے دور مادہ پرست اقوام کے ذہنوں میں ایک پاک روحانی انقلاب آ رہا ہے۔ اسلام کا مطالعہ کرنے کی طرف دل مائل ہو رہے ہیں۔ اسلام کے بارہ میں معلومات حاصل کرنے کی خواہش روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ چنانچہ ان ممالک کے لوگ ایسی تمنائیں لئے جب ہمارے مامور مبلغین کے پاس آتے ہیں تو بفضلہ تعالیٰ ہر طرح سے مطمئن ہو کر لوٹتے ہیں۔!!

جماعت کی اس شاندار نمایاں کامیابی کو دیکھ کر علماء کا بُرا حال ہو رہا ہے۔ یہ لوگ خود تو اسلام کی کوئی خاص قابل ذکر مقدس خدمت کرنے سے رہے اپنے حجروں میں بیٹھے یا تو احمدیہ جماعت پر کفر کے فتوے لگانے کا مشغلہ رکھتے ہیں یا پھر حاسدانہ جملہ بازی کا ناٹک رچاتے پھرتے ہیں۔ اور اندر ہی اندر آتش حسد سے جلے جاتے ہیں۔ اور بسا اوقات ایسے بغض و حسد کی رو میں بہہ کر اپنی بھڑاس نکالنے کی کوشش کرنے لگتے ہیں اس کی تازہ مثال دارالسلطنت دہلی سے شائع ہونے والے نوعمر پندرہ روزہ اخبار "آزاد دنیا" میں شائع ہونے والے ایک مضمون سے ملتی ہے۔ یہ مضمون آزاد دنیا مجریہ ۱۶ر اگست میں بعنوان "اسود عنسی ــــ ایک جھوٹا نبی" شائع ہوا ہے مضمون نگار نے بات تو اسلام کے ابتدائی زمانہ میں پیدا ہونے والے ایک جھوٹے نبی کے حالات سے شروع کی اور اندھے کی لٹھ کی طرح آخری زمانہ کے برحق مامور و مرسل کی تکذیب اور اس کی شان میں گستاخانہ انداز بیان کے طور پر چل گئی۔ اور مضمون کی تان احمدیت کی تکذیب اور حکومت پاکستان پر غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے ان الفاظ میں توڑی گئی ہے:۔

> "ہمارے رنج و غم کی کوئی انتہا نہیں رہتی جب ہم اسلام کے نام پر اور خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے دے دے کر حاصل کئے ہوئے "اسلامی ملک" پاکستان کی طرف دیکھتے ہیں کہ کیسے کیسے خطرناک اور خفیہ منصوبوں کو بروئے عمل لا کر مرزا غلام احمد کذّاب کی خود ساختہ نبوت کی تبلیغ کو سارے عالم اسلام اور پوری دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے ......"

اس کے بعد جو بلی تھیلے سے باہر نکلتی ہے تو مضمون نگار ہندوستان میں بیٹھے ہوئے براہ راست حکومت پاکستان کو خطاب کرتا ہے اور اُنہیں اس طرح کی ڈانٹ پلاتا ہے:۔

> "اور یہ تو خود تمہاری وزارت خارجہ کے پارلیمانی سیکرٹری کا اعتراف ہے کہ تبلیغی مصارف کے کل منظور شدہ سولہ لاکھ روپے کے زرمبادلہ میں سے تین حصے یعنی تقریباً ۱۱ لاکھ روپے قادیانیوں کے لئے ختم نبوت کے عقیدہ پر کلہاڑی چلانے کے لئے مخصوص کر دیئے گئے نہیں بلکہ خرچ بھی ہو چکے۔"

اور ساتھ ہی اشتعال انگیزی کے رنگ میں حکومت پاکستان کو مشورہ دیتے ہیں:۔

> "چاہیئے تو یہ تھا کہ ان مرتدین کی مال و دولت اور ساری املاک ضبط کر کے انہیں سخت ترین سزائیں دی جائیں یا حملہ وطنی کر دیا جاتا نگران کے ساتھ یہ حسن سلوک جو ہندوستان کی غیر مسلم حکومت میں بھی جنہیں برتنا ایک مسلم سٹیٹ کی طرف سے باعث شرم ہے؟"

اوّل تو اس کھلے ماس سے کوئی پوچھے کہ زرمبادلہ دینے والی حکومت پاکستان لینے والے پاکستان ہی کے باشندے۔ تم ایک دوسرے ملک میں بیٹھے ہو۔ تمہارے پیٹ میں خواہ مخواہ کے مروڑ کیوں اُٹھ رہے ہیں۔ اور پھر ساتھ ہی تم اپنی سیکولر حکومت کو بھی ساتھ ہی گھسیٹ رہے ہو۔ کیا تم نے ہندوستان کے اندر رہتے ہوئے یا آپ کے ان ہم عقیدہ پاکستانی مولویوں نے اس غرض سے اپنی اپنی حکومت سے زرمبادلہ کی درخواست کی اور وہ نامنظور ہو گئی۔ اور کیا تم نے کبھی کسی وقت اپنے حجروں سے نکل کر بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کا کوئی پروگرام بنایا؟ اگر نہیں تو ایسے غم و غصہ کے اظہار کا کیا فائدہ!! ارے نادانو! خود تو ایسی دینی خدمت سے محروم ہو لیکن جو جماعت ایسی شاندار قربانیاں کر کے دوسرے ممالک میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا علم بلند کر رہی ہے تم اُنہیں پر کیچڑ اچھالتے ہو اور قانون کی رو سے جو مراعات اُن کو اُن کے ملک کی طرف سے حاصل ہیں بجائے شکر کرنے کہ تم بڑی ہی نیکی کا کام کر رہے ہو۔ کیسا قابل نفرین ہے تمہارا خیال اور کیسا بے محل ہے تمہارا غم و غصہ کا اظہار۔!!

یقین جانئے کہ اس طرح کی باتیں کر کے آپ لوگ اسلام کی کوئی خدمت نہیں کرتے بلکہ اسلام کے تابندہ چہرے پر بدنما داغ لگاتے ہیں۔ بھلا سوچئے تو سہی کہ غیر مسلموں پر آپ لوگوں کی اس طرح کی باتیں کیا اثر پیدا کرتی ہیں کہ اُمت محمدیہ میں جھوٹے نبی تو آتے رہے مگر باوجود حضرت مقدس بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پختہ وعدہ اور اظہار کے آپ کا ایک اُمتی آپ ہی کی متابعت میں اب مقام حاصل نہیں کر سکتا۔ یعنی اُمت کے بعض افراد بدترین اشقیاء بن سکتے ہیں مگر انقیاد کا اعلیٰ مقام یعنی نبوت کے مرتبہ کو کوئی نہیں پہنچ سکتا!! کیا یہ باتیں لوگوں کو اسلام کی طرف رغبت دلانے والی ہو سکتی ہیں یا نفرت دلا کر اُنہیں اسلام سے دور لے جانے والی! خدارا ایسی باتوں سے باز آ جائیں۔ اگر آپ لوگ اسلام کیلئے کوئی قابل ذکر خدمت نہیں کر سکتے تو کم سے کم ان لوگوں کے رستہ میں روڑے تو نہ اٹکاؤ جو اس کام کے لئے میدان عمل میں آ چکے اور ان کے کام کے نتائج ایمان افروز صورت میں ظاہر ہو رہے ہیں!! ــــ

آپ لوگ اپنے تئیں انبیاء کا وارث قرار دیتے ہیں۔ اس لئے منصب کا صحیح معنوں میں حقدار بننے کے لئے ضروری تھا کہ آپ لوگ خدا کی ان گواہیوں کو نہ چھپاتے جو آثار میں بصورت روایات پائی جاتی ہیں مگر افسوس کہ آپ نے ایسی پیشگوئیوں پر نہ صرف یہ کہ پردہ ڈالنے کی مذموم کوشش کی بلکہ اپنی تلبیسات کے ذریعہ حق کو باطل کے ساتھ ملانے کی کوشش کرتے ہیں!! ؎

یہ کیا عادت ہے کیوں سچی گواہی کو چھپاتا ہے!!

خطبہ جمعہ

محض احمدی کہلانا ہرگز کافی نہیں اصل چیز یہ ہے کہ تمام اسلامی احکام پر عمل کرنے کی کوشش کیجائے

اچھے اخلاق دکھلاؤ دوسروں سے ہمدردی کرو اور ہر ایک کو اس کا حق دلانے کی کوشش کرو

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بمقام ناصر آباد سٹیٹ سندھ

(فرمودہ ۱۲ ر مارچ ۱۹۵۵ء)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا
میں آج اپنے ذہن میں خطبہ جمعہ کے لئے ایک مضمون تجویز کر کے آیا تھا۔ لیکن

جب مسجد میں داخل ہوا

تو میں نے دیکھا ہے کہ آج لوگ معمول سے زیادہ آئے ہوئے ہیں اور اب جو میں خطبہ کے لئے کھڑا ہوا تو یکدم میرا ذہن ایک ایسی بات کی طرف چلا گیا جسے لوگ عام طور پر مضحکہ خیز سمجھتے ہیں لیکن اس موقعہ پر وہ بالکل چسپاں نظر آتی ہے میں سوچ رہا تھا کہ آج لوگ زیادہ تعداد میں کیوں آئے ہیں اس پر میرا ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ جس طرح رمضان المبارک میں جمعۃ الوداع کے موقعہ پر قریباً تمام کے تمام لوگ مساجد میں آجاتے ہیں۔ اسی طرح ہماری جماعت کے دوست بھی آج

ہمیں وداع کرنے کیلئے

آئے ہیں کیونکہ ہمارا یہ اس سفر میں آخری جمعہ ہے۔ انہوں نے خیال کیا کہ چلو اپنے خلیفہ کو الوداع کہہ آئیں۔ مجھے اس وداع پر ہنسی آتی ہے کیونکہ جیسے دوسرے لوگ خواہ سارا سال نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں وہ جمعۃ الوداع میں حاضر ہو جاتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ انہوں نے سارے سال کی نمازیں ادا کر لی ہیں اور ان کے سارے گناہ معاف ہو گئے ہیں اسی طرح اس علاقہ کے دوستوں نے بھی خیال کر لیا کہ اب یہ لوگ جانے لگے ہیں چلو انہیں وداع کر آئیں لیکن اس وداع سے کیا بنتا ہے

اصل چیز تو یہ ہے

کہ اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اچھے اخلاق دکھلائے جائیں اور اسلامی تمدن کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہم ان چیزوں سے ابھی دور نظر آتے ہیں۔ وہی برہمن و شودر والی بات۔ حاکم و محکوم اور افسر و ماتحت والی بات جو دنیا کے لئے عذاب کا موجب بن رہی ہے۔ ہم میں سے بعض میں بھی پائی جاتی ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جو لوگ کم تعلیم یافتہ ہیں یا انہیں کوئی منہیں اٹھا اور وہ چھوٹے کام کرنے پر مجبور ہیں ان کی تربیت کی بھی ضرورت ہے لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ جن لوگوں کے سپرد کام کئے جاتے ہیں ان کو بھی یہ سمجھانے کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے آپ کو انسان تصور کریں۔ جب تک دونوں فریق کی ذہنیت بدل نہ جائے اس وقت تک اسلام کی تعلیم دلوں کو موہ نہیں سکتی۔ بیشک ایسی صورت میں زید کی تعلیم پھیلے گی۔ بکر کی تعلیم پھیلے گی مگر

قرآن کریم کی تعلیم

اسی صورت میں پھیل سکتی ہے کہ ہم اپنی ذہنیت کو بدلیں اور اپنی زندگیوں کو اسلامی تمدن کے رنگ میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔ سر آغا خاں جب لاہور آئے تو ان کے مرید جو گلگت اور دوسری دور دراز جگہوں سے ان کا استقبال کرنے کے لئے آئے تھے۔ سات دن قبل ہوائی اڈہ پر ڈیرے لگا کر بیٹھ گئے تھے میں نے جب یہ خبر اخبارات میں پڑھی تو مجھے ہنسی آئی کہ آجکل بھی اس قسم کے بے وقوف لوگ پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح آج بھی مجھے ہنسی آئی کہ بعض لوگ اپنے اندر

احمدیت کی صحیح روح

تو پیدا نہیں کرتے لیکن انہوں نے یہ خیال کر لیا کہ یہ لوگ ربوہ سے آئے تھے اور اب واپس جانے والے ہیں انہیں الوداع کہہ آئیں۔ گویا جس طرح کشتی دیکھنے کے لئے لوگ جمع ہو جاتے ہیں اسی طرح وہ بھی آ گئے۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہاں تو کوئی پہلوان ہوتا ہے لیکن یہاں یہ کہا جاتا ہے کہ ہمارا خلیفہ آیا تھا اسے وداع کر آئیں اس سے زیادہ ہنسی والی بات اور کیا ہو گی حالانکہ اصل چیز یہ ہے کہ تم اپنے اندر

اعلیٰ اخلاق پیدا کرو

مثلاً اسلام کہتا ہے کہ تم ہمیشہ سچ بولو۔ یعنی جب بھی سچ بولنے کا سوال آئے تو سچی بات بیان کرو۔ اب اگر لوگ تم سے کوئی بات پوچھتے ہیں اور تم سچ بول دیتے ہو تو بے شک یہ بڑی بات ہے لیکن اگر تم ایک بات بیان کرتے ہو اور تمہارا باپ، بھائی یا بچے اسے جھوٹ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں اس طرح نہیں بلکہ اصل بات یوں ہے تو اس میں خوشی کی کیا بات ہو گی۔ یا وہ کیا بات ہو گی جو تم نے احمدیت سے حاصل کی۔ احمدیت تمہیں دنیا کے لئے

ایک نمونہ بنانے کیلئے

آئی ہے اور اگر تم میں سچ بولنے۔ دوسروں سے ہمدردی کرنے۔ رحم کرنے۔ انصاف سے کام لینے اور دوسروں کو ان کا حق دینے کی عادت پیدا ہو گئی ہے تو بیشک تم نے احمدیت سے کچھ حاصل کر لیا ہے لیکن اگر یہ چیزیں تمہارے اندر پیدا نہیں ہوئیں تو جیسے کیکر سنگھ یا گاما پہلوان کی کشتی دیکھنے کے لئے لوگ اکٹھے ہو جاتے ہیں اسی طرح تم بھی اکٹھے ہو جاؤ گے۔ تم بھی کہو گے کہ ہمارا بھی ایک پہلوان آیا ہے چلو اس کی کشتی دیکھ آئیں۔ پس چاہے اس کا نام جمعہ رکھ لو چاہے اس کا نام خلافت رکھ لو۔ لیکن ہے یہ وہی کیکر سنگھ اور گاما پہلوان والی بات۔

اگر یہ احمدیت والی بات ہوتی تو تم احمدیت والے کام بھی کرتے لیکن اگر تم احمدیت کے گُروں کے بغیر اکٹھے ہو جاتے ہو تو تمہارے جمعہ میں اکٹھے ہو جانے سے

یہی مطلب سمجھا جائے گا

کہ گاما پہلوان آیا ہے اور تم اس کی کشتی دیکھنے آئے ہو۔ جمعہ اور کشتی میں ایسی صورت میں فرق ہی کیا رہ جاتا ہے کشتی دیکھنے والے بھی جھوٹ بولتے جاتے ہیں اور جمعہ پڑھنے والے بھی جھوٹ بولتے جاتے ہیں پس جب تک تم اپنے اندر کوئی خاص تبدیلی پیدا نہیں کرتے احمدیت میں داخل ہونے کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جنت ایک معمولی چیز ہے لا الہ الا اللہ کہہ دیا تو گویا خدا پر احسان کر دیا اور وہ مجبور ہو گا کہ تمہیں جنت میں لے جائے کیا تم سورج کو سورج کہہ کر انعام مانگا کرتے ہو۔ سورج کو سورج کہنے سے انعام نہیں ملا کرتا۔ اسی طرح اگر تم نے رسول اللہ کو رسول اللہ کہہ دیا تو تم نے

خدا تعالیٰ پر کونسا احسان کیا

کہ وہ اس کے بدلہ میں تمہیں جنت دیدے کیا تم زمین کو زمین کہہ کر انعام مانگا کرتے ہو۔ کیا تم چاند کو چاند کہہ کر انعام مانگا کرتے ہو یا تمہیں کوئی مکان نظر آئے تو اسے دیکھ کر تم یہ کہتے ہو کہ چونکہ میں نے مکان کہہ دیا ہے اس لئے گورنمنٹ مجھے انعام دیدے تو اس آدمی کو کیا سمجھو گے کہ جو گورنر کو یہ لکھے کہ مجھے ایک گھوڑا نظر آیا تھا اور میں نے اسے گھوڑا کہہ دیا ہے مجھے دس مربعے زمین دو یقیناً تم اسے پاگل خیال کرو گے اور کہو گے کہ اگر تم گھوڑے کو گھوڑا نہ کہتے تو اور کیا کہتے۔ اگر تم اسے گدھا کہہ دیتے تو لوگ تمہیں پاگل خیال کرتے۔ اسی طرح اگر خدا ہے اور وہ ایک ہے اور اس پر

زمین اور آسمان دونوں گواہ ہیں

تو تم لا الہ الا اللہ کہہ کر اس پر کیا احسان کرتے ہو کہ اس کے بدلہ میں تمہیں جنت دے دے۔ انسان کو جنت میں لے جانے والی قربانیاں ہوتی ہیں جو وہ صبح و شام کرتا ہے مثلاً اگر وہ اقرار کرتا ہے کہ میں فلاں کام نہیں کروں گا اور پھر وہ بات اس کے سامنے آجاتی ہے اور وہ اپنے اقرار کے مطابق اس سے بچتا ہے تو اسی کے بدلہ میں اسے یقیناً جنت ملے گی یا اس کے پاس کسی کا روپیہ تھا جو اس نے واپس کرنا تھا۔ اب یہ دوسرے کا حق ہے جو اس نے دینا ہے۔ اگر وہ کہتا ہے کہ میں یہ روپیہ نہیں دیتا تو وہ اسلام کی تعلیم کے خلاف عمل کرتا ہے لیکن اگر وہ کہتا ہے کہ میں نے واقعی تمہارا روپیہ دینا ہے وہ روپیہ لے لو تو خدا تعالیٰ اپنے فرشتوں سے کہے گا کہ اس شخص نے دوسرے کا حق ادا کرنے کے لئے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالا ہے اسے جنت میں لے جاؤ۔ اسی طرح غفلت سے سستی سے تم بار اس کام کو بھی نہیں چاہتے لیکن

تم اپنے نفس پر زور دیتے ہو

اور کہتے ہو کہ میں نے لا الہ الا اللہ کہہ کر اقرار کیا ہے کہ میں نے یہ کام ضرور کرنا ہے اور تم وہ کام کر دیتے ہو۔ اور اس میں جو تکلیف ہوتی ہے اسے برداشت کر لیتے ہو تو خدا تعالیٰ فرشتوں سے کہے گا کہ اس نے جو اقرار کیا تھا اسے اس نے

بے دار کر دیا ہے اسے جنت میں لے جاؤ۔ لیکن اگر کسی نے رسول کو رسول کہہ دیا تو اس نے سچ کہا اس پر اسے کیا انعام ملے گا۔ انعام محنت اور جاں نثاری کے نتیجہ میں ملتا ہے۔ پہاڑ کو پہاڑ کہہ دینے سے انعام نہیں ملتا۔ دریا کو دریا کہہ دینے سے انعام نہیں ملتا۔ چاند کو چاند کہہ دینے سے انعام نہیں ملتا بلکہ انعام پہاڑ پر چڑھنے سے ملتا ہے۔ ... عبور کرنے سے ملتا ہے۔ انعام ... سورج کہنے سے نہیں ملتا۔ بلکہ انعام اس کی روشنی سے فائدہ اٹھانے سے ملتا ہے۔ اسی طرح خدا کو خدا اور رسول کو رسول کہنے سے انعام نہیں ملتا یہ تو سچائیاں ہیں اگر تم ان کا انکار کرو گے تو دنیا تمہیں پاگل کہے گی لیکن اگر تم خدا تعالےٰ اور اس کے رسول کی تعلیم پر عمل کرتے ہو تو

تم یقیناً جنت کے وارث بنو گے

ہندہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شدید دشمن تھی۔ اس نے آپ کے بعض رشتہ داروں کے متعلق اعلان کیا ہوا تھا کہ ان کا پیٹ چاک کر کے کلیجے نکال لئے جائیں۔ اور ان کے ناک، کان وغیرہ کاٹ لئے جائیں یہ رسم تھی کہ اپنے دشمن کو ذلیل کرنے کے لئے اس کے ناک اور کان کاٹ دیئے جاتے چنانچہ ہندہ نے حضرت حمزہ رضؓ کا کلیجہ چاک کرا کے آپؓ کا کلیجہ نکلوایا تھا۔ اس طرح آپ کے کان اور ناک بھی کٹوائے۔ جب مکہ فتح ہوا تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کے متعلق جنہوں نے مسلمانوں پر وحشیانہ مظالم کئے تھے اور جو تعداد میں پانچ سات تھے۔ یہ فتویٰ دے دیا کہ انہیں معاف نہیں کیا جائے گا بلکہ جہاں کہیں وہ ملیں انہیں قتل کر دیا جائے۔ ان میں ہندہ بھی شامل تھی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب عورتوں کی بیعت لینے لگے تو بیعت میں اقرار بھی لیا جاتا تھا کہ ہم شرک نہیں کریں گی۔ جب آپؐ نے یہ الفاظ کہے کہ ہم شرک نہیں کریں گی۔ تو ایک عورت بول اٹھی کہ یا رسول اللہ کیا ہم اب بھی شرک کریں گی۔ کیا اب بھی توحید میں کوئی شبہ باقی ہے۔

ہندہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رشتہ دار تھی

اور آپؐ اس کی آواز پہچانتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کیا ہندہ ہے۔ مطلب یہ تھا کہ تمہارے لئے تو موت کی سزا کا حکم ہے ہندہ دلیر عورت تھی وہ ہنس کر کہنے لگی۔ یا رسول اللہ اب آپؐ کا مجھ پر کوئی بس نہیں چل سکتا میں لا الٰہ الا اللہ پڑھ چکی ہوں اور مسلمان ہو چکی ہوں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے۔ غرض ہندہ مسلمان ہوئی اور بعد میں اس نے اسلام کی خدمات بھی کیں۔ اس کا اس وقت یہ کہنا کہ کیا ہم اب بھی شرک کریں گی۔

یہ ایک طبعی فقرہ تھا

کہ ہم شرک کرتے تھے۔ ہمارے ساتھ ساری قوم تھی۔ ساری قوم نے زور لگایا اور کہا یہ بت ہے وہ بت ہے ہم ان کی مدد سے یوں کریں گے یوں کریں گے۔ پھر ہمارے پاس طاقت تھی اور آپؐ کمزور تھے لیکن ہم ہار گئے اور آپؐ جیت گئے۔ ہمارے سامنے بت ٹوٹ گئے۔ لیکن خدا نے آپؐ کی مدد کی۔ کیا اتنا بڑا نقصان دیکھنے کے بعد بھی اس میں کوئی شبہ باقی رہ جاتا ہے کہ خدا ایک ہے پس

خدا تعالےٰ کا ایک ہونا

اظہر من الشمس ہے۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا رسول ہونا بھی اظہر من الشمس ہے اور اگر کوئی شخص شرارت سے اس کا انکار نہیں کرتا۔ اگر کوئی شخص ضد کی وجہ سے اس کے خلاف فیصلہ نہیں کرتا۔ یا وہ عقل کو جواب نہیں دے دیتا۔ وہ اس کا انکار کر ہی نہیں سکتا۔ پھر خدا تعالےٰ نے کو ایک کہہ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو رسول کہہ کر ہم نے ان پر کونسا احسان کر دیا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اس کے بدلہ میں ہمیں جنت دے دے۔ اگر تم دریا کو دریا کہہ دیتے ہو تو تمہیں کوئی انعام نہیں ملے گا۔ ہاں اگر کوئی شخص دریا میں ڈوب رہا ہو اور تم اسے بچانے کے لئے دریا میں چھلانگ لگا دو۔ تم بھنور میں گر جاؤ اور اپنے آپ کو موت کے منہ میں ڈال دو تو سارے لوگ کہیں گے کہ

یہ شخص انعام کا مستحق ہے

حالانکہ دریا تو دو دو ہزار میل کے بھی ہوتے ہیں۔ اتنے بڑے دریا کو دریا کہنے پر انعام نہیں ملے گا مگر دس گز پانی کو عبور کر کے انعام مل جائے گا۔ کیونکہ تم نے دو ہزار میل لمبے دریا کو دریا کہہ کر کوئی قربانی نہیں کی تم نے محض سچائی کا اقرار کیا ہے۔ لیکن دس گز پانی کو عبور کر کے تم نے قربانی کی ہے اس لئے تم انعام کے مستحق ٹھہرے ہو۔ یا مثلاً کوہ ہمالیہ ہے کوہ ہمالیہ ڈیڑھ دو ہزار میل لمبا ہے اور سو ڈیڑھ سو میل تک اس کی پہاڑیاں چلی جاتی ہیں پھر اس کی چوٹیاں کئی کئی میل اونچی چلی جاتی ہیں۔ اگر تم اس کا رقبہ نکالو تو کتنا بڑا رقبہ بنتا ہے اگر تم ہمالیہ کو ہمالیہ کہو اور انعام طلب کرو۔ تو ہر شخص تمہیں پاگل کہے گا۔ لیکن ہمالیہ کی کسی کھڈ میں اگر کوئی بچہ گر جائے اور تم اس کھڈ میں اپنے آپ کو گرا لو۔ تمہارا بازو ٹوٹ جائے جسم زخمی ہو جائے لیکن تم اس بچے کو باہر نکال لاؤ تو ہر ایک شخص کہے گا کہ تم انعام کے مستحق ہو۔ غرض تمہیں ہمالیہ کے اقرار کرنے سے انعام نہیں ملے گا۔ ہاں اس چھوٹی سی کھڈ کی وجہ سے انعام مل جائے گا۔ کیونکہ انعام انہیں چیزوں سے ملتا ہے جنہیں انسان تکلیف اٹھا کر کرتا ہے۔

یہاں یہ حالت ہے

کہ بعض ماتحت اپنے افسروں سے تعاون نہیں کرتے۔ گواہی کا موقعہ آتا ہے تو ہیر پھیر اور ایچ پیچ کرتے ہیں۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ میں نے کوئی احمدی ایسا نہیں دیکھا جو جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہو لیکن میں نے کئی احمدی ایسے دیکھے ہیں جو گواہی کے وقت ایچ پیچ سے کام لیتے ہیں۔ اور جب وہ جھوٹ نما باتیں کرتے ہیں تو ان کے لئے جھوٹ بولنا آسان ہو جاتا ہے۔

پس تم

اپنی ذہنیت بدلو

جب تم اپنی ذہنیت بدل لو گے تو احمدیت تمہارے لئے ہزاروں برکتوں کا باعث بن جائے گی۔ ورنہ جس طرح لوگ کشتی دیکھنے کے لئے جمع ہو جاتے ہیں اسی طرح تمہارا بھی یہاں اکٹھے ہونا سمجھا جائے گا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ دوسرے لوگ گاما پہلوان کی کشتی کی وجہ سے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اور تم اپنے خلیفہ اور مبلغ کے آنے پر اکٹھے ہو جاتے ہو۔ حالانکہ جب تم ایسے اخلاق ظاہر نہیں کرتے کہ تمہیں دیکھ کر ہر شخص یہ کہنے لگ جائے کہ یہ لوگ جھوٹے نہیں۔ اس وقت تک تمہارا احمدی ہونا تمہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

آج ہی

ایک بات میرے سامنے پیش کی گئی ہے

کہ بعض افسر اپنے ماتحتوں سے ذاتی کام لیتے ہیں اور یہ درست نہیں۔ انہیں اس سے روکا جائے۔ مگر سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص افسر کو اپنا بھائی یا باپ سمجھ کر اس کا کام کر دیتا ہے تو اسے کون منع کر سکتا ہے ہم یہاں آتے ہیں تو کئی مرد اور عورتیں ہمارے گھر آ جاتی ہیں۔ اور ہمارا کام کر دیتی ہیں۔ جب مہمان آ جاتے ہیں اور دوست سمجھتے ہیں کہ ایک دو آدمی ان کی خدمت نہیں کر سکیں گے تو وہ آپ ہی آپ شوق سے آ جاتے ہیں اور ہمارا ہاتھ بٹا دیتے ہیں۔ پس اگر کوئی شخص کسی افسر کی شوق سے خدمت کرتا ہے تو اسے کوئی روک نہیں سکتا یہ ایک فطرتی بات ہے کہ جس کسی سے پیار ہوتا ہے انسان اس کی خاطر ہر قسم کی تکلیف اٹھانے پر تیار ہو جاتا ہے اور اگر کوئی شخص پیار اور محبت کی وجہ سے ایسا کرتا ہے تو

یہ بڑی عمدہ بات ہے

اس کے معنے ہیں کہ افسر اس سے باپ کی طرح سلوک کرتا ہے اور اپنے نیک سلوک کی وجہ سے اس نے ماتحتوں کے اندر ایک جذبۂ محبت پیدا کر لیا ہے۔ لیکن افسر اس کی ناپسندیدگی کے باوجود کام کرواتا ہے۔ تو وہ ظالم ہے۔ اور اس کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے عہدہ سے ناجائز فائدہ اٹھاتا جاتا ہے۔ یہی چیز ہے جس کی وجہ سے فرانس اور روس میں بغاوت ہو گئی تھی۔ اگر ہمارے ہاں بغاوت نہیں ہوئی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ شخص احمدی ہوتا ہے اور جماعت کے نظام کی وجہ سے بغاوت میں حصہ نہیں لیتا۔ کیونکہ احمدیت بغاوت سے منع کرتی ہے اور وہ شخص ڈرتا ہے کہ اگر اس نے بغاوت کی تو نظام کی طرف سے اسے سزا دی جائے گی۔ لیکن اگر وہ میرپور میں ہوتا تو سٹرائک میں شامل ہو جاتا اور پھر وہ افسر سمجھتا کہ کس طرح اسے اس کی منتیں کرنی پڑتی ہیں۔ بہرحال اپنے عہدہ سے ناجائز فائدہ اٹھانا ظلم ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ تم میں سے ہر شخص ایک گڈریا ہے اور جو مال اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس کے سپرد کیا گیا ہے اس کے متعلق اس سے سوال کیا جائے گا جس طرح مالک گڈریے سے اپنے مال کے متعلق پوچھتا ہے اسی طرح خدا تعالےٰ بھی تم سے اپنے بندوں کے متعلق سوال کرے گا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے وہ ہر ایک شخص کے متعلق ہے۔ خاوند سے اس کی بیوی کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ ماں باپ سے ان کی اولاد کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ اور افسر سے اس کے ماتحتوں کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ اسی طرح میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم اپنے ماتحت سے فیاضی ہمدردی اور رحم دلی والا سلوک کرتے ہو

تو

ہر شخص

یہ کہے گا کہ تم انعام کے مستحق ہو لیکن اگر تم اپنے ماتحت سے بُرا سلوک کرتے ہو تو جس طرح گڈریا تمہاری بھینس کو مارتا ہے تو تم اس پر خفا ہوتے ہو۔ اسی طرح تم خدا تعالےٰ کے بندوں کو مارو گے تو وہ تم پر خفا ہوگا۔ اگر تم بھینس یا بکری کو مارنے کی وجہ سے گڈریے پر خفا ہوتے ہو تو خدا اپنے بندوں کو مارنے کی وجہ سے تم پر کیوں خفا نہ ہوگا۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہاری بھینس یا بکری

زیادہ پیاری ہے اور خدا تعالیٰ کو اپنا بندہ پیارا نہیں۔

اصل بات یہ ہے

کہ چونکہ خدا تعالیٰ نظر نہیں آتا۔ اس لئے لوگ دھاندلی مچاتے ہیں اور اپنے عہدوں سے ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہیں ہم سیر کے لئے پہاڑوں پر جاتے ہیں تو باوجود اس کے کہ ہم گھوڑوں پر ہوتے ہیں اور دوسرے لوگ پیدل ہوتے ہیں جب ہم منزل مقصود پر پہنچتے ہیں تو وہ لوگ دبانا شروع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں آپ تھک گئے ہوں گے اور یہ محض محبت کی وجہ سے ہوتا ہے خواہ ہم کتنا اصرار کریں کہ ایسا نہ کریں وہ یہی کہتے جاتے ہیں کہ نہیں نہیں آپ تھک گئے ہیں۔ اور اس پر عقلاً کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔

قادیان میں ایک غریب آدمی تھا

وہ جہاں کہیں مجھے ملتا کہتا تھا کہ آپ میری دعوت قبول نہیں کرتے۔ آخر کچھ دیر بعد اس نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ چونکہ میں غریب ہوں اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ آپ میری دعوت منظور نہیں فرماتے۔ جب میں نے دیکھا کہ اب اس کا دل ٹوٹ جائے گا تو میں نے اس کی دعوت منظور کر لی۔ اور اسے کہا کہ زیادہ تکلف نہ کرنا۔ شوربہ وغیرہ بنا لینا۔ چنانچہ اس نے شوربہ بنا لیا اور میں اس کے ہاں کھانا کھانے چلا گیا۔ میرے ساتھ صرف پرائیویٹ سیکرٹری تھے۔ اور لوگ مدعو نہیں تھے کھانے سے فارغ ہو کر جب میں باہر نکلا تو ایک احمدی دوست دروازہ کے پاس کھڑے تھے وہ کہنے لگے کیا آپ ایسے غریب آدمی کی دعوت بھی قبول کر لیتے ہیں۔ میں نے کہا میری حالت ہی ایسی ہے کہ دونوں فریق مجھ پر شکوہ کرتے ہیں۔ اگر غریب کی دعوت منظور نہ کروں تو وہ کہتا ہے میں چونکہ غریب ہوں اس لئے آپ میری دعوت قبول نہیں کرتے اور اگر غریب کی دعوت مان لیتا ہوں تو امیر کہتا ہے کہ آپ ایسے غریب آدمی کی دعوت کیوں قبول کرتے ہیں یہ شخص سالہا سال میرے پیچھے پڑا رہا کہ میری دعوت قبول کرو اور میں اس کی غربت کی وجہ سے اس کی دعوت قبول نہیں کرتا تھا کہ اس پر بوجھ نہ پڑے اب اس ڈر سے کہ

اس کا دل نہ ٹوٹ جائے

میں یہاں کھانا کھانے آ گیا ہوں لیکن آپ کو یہ بات بھی ناگوار گزری ہے۔ بہرحال اس قسم کے غلط اعتراضات ہوتے ہی رہتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر کوئی ماتحت محبت اور پیار کی وجہ سے افسر کی خدمت کرتا ہے تو یہ قابل قدر فعل ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہو گی کہ افسر کا اپنے ماتحتوں سے ایسا اچھا سلوک ہے کہ وہ اسے باپ سمجھتے ہیں۔ لیکن اگر افسر ماتحت کو خدمت کرنے پر مجبور کرے تو وہ باپ نہیں وہ اپنے آپ کو حاکم سمجھتا ہے اور اپنے ماتحت کو اپنا غلام خیال کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا

ایک واقعہ ہے

کہ ایک دوست ابو سعید نامی عرب تھے رنگون میں ان کی اچھی خاصی تجارت تھی۔ وہ احمدی ہو کر قادیان آ گئے۔ بعد میں وہ ٹھوکر کھا گئے۔ وہ مالدار آدمی تھے اور بڑی تجارت چھوڑ کر آئے تھے لیکن ان کی طبیعت میں جوش پایا جاتا تھا ان کی شدت سے یہ خواہش ہوتی تھی کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت کروں۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک مقدمہ دائر تھا اور خواجہ کمال الدین صاحب اس مقدمہ میں وکالت کرتے تھے ابو سعید صاحب نے یہ خیال کیا کہ خواجہ صاحب اس مقدمہ میں کام کر رہے ہیں۔ میں ان کی خدمت کروں تا مجھے بھی ثواب مل جائے۔ چنانچہ باوجود اس کے کہ وہ ایک رئیس تھے خواجہ صاحب کے بوٹ پالش کر دیتے۔ انہیں دباتے بلکہ بعض اوقات ان کا پاٹ بھی اُٹھا لیتے خواجہ صاحب کو ان کی خدمت کی وجہ سے یہ خیال گزرا کہ شاید ابو سعید ان کی ذات کی وجہ سے ایسا کرتا ہے۔ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجلس میں تشریف فرما تھے میں بھی موجود تھا۔ چٹائی چھوٹی تھی اس لئے کچھ دوست ایسے بھی تھے جنہیں چٹائی پر جگہ نہ ملی۔ تھوڑی دور پرے ایک اور چٹائی پڑی تھی خواجہ صاحب نے ابو سعید صاحب عرب سے کہا۔ عرب صاحب وہ چٹائی ذرا ادھر کر دیں اس پر وہ فوراً جوش میں آ گئے اور انہوں نے کہا کیا میں آپ کے باپ کا نوکر ہوں۔ اب

سننے والے حیران تھے

کہ یہ کیا ہوا۔ خواجہ کمال الدین صاحب کا رنگ بھی زرد ہو گیا۔ بعد میں انہوں نے ابو سعید عرب سے کہا۔ عرب صاحب آپ تو بڑی خدمت کرنے والے آدمی ہیں۔ آپ نے اس وقت کیا کہہ دیا۔ انہوں نے کہا میں آپ کی خدمت اپنی خوشی سے کرتا تھا۔ لیکن آپ کا یہ حق نہیں تھا کہ آپ مجھے حکم دیتے۔ میں آپ کا غلام نہیں ہوں پس جو شخص خوشی سے خدمت کرتا ہے اس پر کوئی شخص اعتراض نہیں کر سکتا لیکن جو افسر یہ سمجھتا ہے کہ فلاں شخص میرا ماتحت ہے۔ اس لئے خدمت لے لوں وہ ظالم ہے اور اگر اس کا ماتحت اس کا حکم مانتا ہے تو وہ بے غیرت ہے۔ محبت سے اگر کوئی کام کرتا ہے چاہے وہ پاخانہ کا پاٹ اُٹھائے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ میاں بیوی کو دیکھ لو

بیوی اپنے خاوند کی خدمت کرتی ہے

اس کے پاٹ بھی اُٹھا لیتی ہے لیکن اگر کوئی اسے کہے کہ تم چوڑھی کا کام کر دیں تمہیں دس روپے ماہوار دوں گا تو وہ لڑنے لگ جائے گی۔ بلکہ اس کا خاوند خود اس شخص سے لڑ پڑے گا اور کہے گا تم نے میری بیوی کی ہتک کی ہے حالانکہ وہ اپنے بچے کا پاخانہ روزانہ پھینکتی ہے۔ پھر باقی لوگوں کو جانے دو۔ چوڑھے بھی اپنی تحقیر برداشت نہیں کر سکتے۔ ربوہ میں ایک مسلمان خاکروبہ آتی ہے شروع شروع میں ربوہ میں خاکروب کم تھے وہ سڑک پر جا رہی تھی کہ ایک آدمی اسے ملا اور اس نے کہا ذرا ٹھہرو میرا ایک کمرہ ہے تم اسے روزانہ صاف کر دیا کرو میں تمہیں آٹھ آنے دے دیا کروں گا۔ وہ خاکروبہ تھی اور صفائی کرنا اس کا کام تھا۔ لیکن چونکہ وہ سڑک پر جا رہی تھی اس لئے اس نے اس بات کو اپنی ہتک خیال کیا اور اس شخص کو کہنے لگی کہ میں تمہیں دو روپے روزانہ دیا کروں گی تم مجھ سے ایک جوتی روزانہ کھا لیا کرو۔ وہ سخت شرمندہ ہوا اور خاموش ہو کر چلا گیا۔ غرض باوجود اس کے کہ وہ خاکروبہ تھی اور اس کا کام صفائی کرنا تھا۔ اس نے اس طرح بات کرنے کو اپنی تحقیر خیال کیا۔ پس اگر واقعہ میں افسر اپنی افسری کی وجہ سے ماتحت سے خدمت لیتے ہیں تو ان کی تحقیر کرتے ہیں اور پھر ماتحت کا خدمت کرنا بھی بے غیرتی ہے اس کا یہ کام تھا کہ وہ اس کے حکم کو رد کر دیتا لیکن محبت کی وجہ سے تم جو بھی چاہے کرو۔

ہمایوں کا ایک واقعہ

مشہور ہے کہ دشمن کی فوجوں نے اسے پکڑ لیا اس کا خادم بہرام بھی اس کے ہمراہ تھا۔ جب دشمن نے انہیں پکڑ لیا تو بہرام نے انہیں کہا کہ ہمایوں میں ہوں ہمایوں بار بار کہتا تھا کہ نہیں یہ جھوٹ بولتا ہے ہمایوں میں ہوں لیکن اس نے کہا نہیں یہ میرا غلام ہے اور میری محبت کی وجہ سے اپنے آپ کو ہمایوں کہہ رہا ہے تا کہ میں بچ جاؤں ورنہ در اصل میں ہی ہمایوں ہوں۔ غرض محبت میں لوگ اپنی جانیں بھی دے دیتے ہیں۔ اور ان کے ایسا کرنے پر کوئی شخص اعتراض نہیں کرتا۔ لیکن اگر کوئی اپنی پوزیشن سے ناجائز فائدہ اُٹھاتا ہے تو اس کا ایسا کرنا اسلام کے خلاف ہے۔

ہر احمدی کا فرض ہے

کہ وہ دوسرے کا حق اسے دلائے اور اگر وہ اس کی خاطر قربانی کرتا اور اس کی خدمت کرتا ہے تو کوئی حرج نہیں لیکن اس کا حق نہیں کہ ماتحت سے خدمت کروائے۔ فرعون کے متعلق قرآن کریم میں بھی آتا ہے کہ ان فرعون علا فی الارض فرعون میں یہ عیب تھا کہ وہ دوسروں سے زبردستی کام لیتا تھا ورنہ فرعون کے یہ معنی نہیں کہ کسی کے پاس بادشاہت اور دولت ہو۔ وہ اس لئے فرعون تھا کہ دوسروں پر زبردستی حکومت کرتا تھا۔ اور دوسروں پر زبردستی حکومت کرنے کو ہماری زبان میں بھی فرعونیت کہتے ہیں۔ اور کسی کی مرضی سے دوسرے کے دل پر حکومت کرنے کو محمدیت اور موسویت کہتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی حکومت کی تھی۔ اور فرعون سے بڑھ کر حکومت کی تھی۔

فرعون کے ساتھی بھاگ گئے

لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں نے کہا ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے اور دشمن ہماری لاشوں پر سے ہی گزر کر آپ تک پہنچ سکتا ہے۔ ایسی حکومت فرعون نے کہاں کی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ فرعون نے زبردستی حکومت کی ہے اور

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

نے زبردستی حکومت نہیں کی۔ اسی طرح اگر کوئی ماتحت اپنے افسر کی محبت اور پیار سے خدمت کرتا ہے تو ہم کہیں گے اس افسر میں ایک حد تک محمدیت اور موسویت آ گئی ہے۔ لیکن اگر وہ زبردستی حکومت کرتا ہے تو اسی کا نام فرعونیت ہے۔

(الفضل مورخہ ۲۵/۸/۶۵)

مسائل کی تشریح

چند سوال اور ان کے جواب

از مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب ناظم دارالافتاء ربوہ

سوال

بسم اللہ پڑھ کر شکار پر فائر کیا کچھ جانوروں کو ذبح کیا اور کچھ گولی لگنے کی وجہ سے مر گئے۔ کیا اس طرح مرے ہوئے شکار کا کھانا درست ہے؟

جواب

اگر شکاری تکبیر پڑھ کر تیر یا بندوق چلاتا ہے یا شکاری کتے کو چھوڑتا ہے اور جانور یا پرندوں کو پہنچنے تک اس کی زندگی کا رشتہ ٹوٹ چکا ہوتا ہے تو سب پرندے اور جانور حلال ہیں اور ان کا کھانا جائز ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عدی بن حاتم رضؓ کے سوال پر فرمایا:-

اذا ارسلت کلبک فاذکر اسم اللہ علیہ فان ادرکته لم یقتل فاذبح واذکر اسم اللہ علیه وان ادرکته قد قتل ولم یاکل فکل فقد امسکه علیک فان وجدته قد اکل منه فلا تطعم منه شیئا فانما امسک علی نفسه

(نسائی کتاب الصید والذبائح)

یعنی جب تو اپنے کتے کو شکار پر چھوڑے تو بسم اللہ پڑھ کر چھوڑ۔ اگر تو اسے زندہ پائے تو بسم اللہ پڑھ کر اسے ذبح کر دے۔ اور اگر تیرے پہنچنے سے پہلے ہی وہ مر جائے اور کتے نے اس میں سے کچھ کھایا ہوا نہ ہو۔ تو وہ تیرے لئے حلال ہے۔ کتے نے تیرے لئے شکار کیا ہے تیرے لئے حلال و طیب ہے

حضرت عدی رضؓ کی ایک اور روایت بھی ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر میں شکار پر تیر چلاؤں اور اسے مرا ہوا پاؤں تو اس کا کیا حکم ہے۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر تیرے تیر سے مرا ہے تو اس کا کھانا جائز ہے۔ اور اگر پانی میں پڑا ہے تو نہیں کھانا چاہیئے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ وہ پانی میں غوطے کھانے کی وجہ سے مرا ہو۔

چنانچہ روایت کے الفاظ یہ ہیں

قال عدی سألت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عن الصید فقال اذا رمیت بسهمک فاذکر اسم اللہ علیه فان وجدته قد قتل فکل الا ان تجده قد وقع فی ماء فلا تاکل فانک لا تدری الماء قتله او سهمک۔

(ترمذی ابواب الصید)

عن عدی بن حاتم قال قلت یا رسول اللہ ارمی بالصید فاجد فیه من الغد سهمی قال اذا علمت ان سهمک قتله ولم تر فیه اثر سبع فکل۔

(ترمذی ابواب الصید)

سوال

اگر شکاری بسم اللہ پڑھے بغیر فائر کرتا ہے۔ تو اس صورت میں جو پرندے گولی لگنے سے مر جاتے ہیں۔ ان کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب

اگر شکاری مسلمان ہے اور تکبیر پڑھنا بھول گیا ہے تو اس کے فائر یا تیر کے نتیجہ میں جو شکار زندہ نہ رہا۔ اس کا کھانا بھی جائز ہے۔ اس کا حکم بھی وہی ہے۔ جب کہ قصاب ذبح کرتے وقت تکبیر پڑھنا بھول جائے۔ اس کے متعلق مسئلہ یہ ہے کہ جب یاد آ جائے تکبیر پڑھ لے۔ مندرجہ ذیل حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔

عن عائشة ان قوما قالوا للنبی صلی اللہ علیه وسلم ان قوما یاتوننا باللحم لا ندری اذکر اسم اللہ علیه ام لا فقال سموا علیه انتم وکلوه قالت وکانوا حدیثی عهد بالکفر

(بخاری کتاب الذبائح)

یعنی کچھ لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ باہر کے لوگ گوشت لاتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھی تھی یا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ تم بسم اللہ پڑھ لو۔ اور پھر کھا لو۔

سوال

ایک شکاری شکار کے لئے جاتا ہے اور ہنستے کھیلتے چگتے پرندوں کو جو اپنے بچوں کے لئے دانہ چگ رہے ہیں شکار کر لیتا ہے۔ اسی طرح دودھ پلاتے ہوئے جانوروں کا شکار کر لیتا ہے۔ کیا یہ بے رحمی نہیں۔

جواب

اللہ تعالےٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے کائنات اور اس کی ہر شے پر اللہ تعالےٰ نے اسے اختیار دیا ہے۔ اس کے لئے اس کا پکڑنا اور انہیں اپنے استعمال میں لانا جائز ہے قرآن کریم نے شکار کی اجازت دی ہے۔ اور شکار کے گوشت کو لحم طری تازہ بتازہ حلال و طیب گوشت کہہ کر اس کی ترغیب دی ہے۔ علاوہ ازیں حدیث سے ثابت ہے کہ صحابہ رضؓ شکار کیا کرتے تھے۔

حضرت عدی بن حاتم الثعلبی خشنی، ابو قتادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کا ذکر تو کئی حدیثوں میں آیا ہے۔ صحابہ رضؓ بعض اوقات حضور علیہ السلام کی خدمت میں بھی شکار بطور ہدیہ پیش کرتے تھے۔

پس ایسے جانور یا پرندے جو جنگل میں رہتے ہیں۔ انہیں جال تیر یا بندوق سے شکار کرنے کی شریعت میں اجازت موجود ہے ہاں گھر میں رہنے والے پرندے یا جانور پر نشانہ بازی سے روکا گیا ہے۔ کیونکہ یہ وحشت کا فعل ہے

سوال میں جو صورت جذبات کی بیان کی گئی ہے کہ پرندے چگتے ہنستے کھیلتے ہوتے ہیں اور شکاری چھپ کر داؤ لگا کر ان پر فائر کر دیتا ہے۔ یہ جذباتی تصور گھر کے پالتو مرغ یا بکرے وغیرہ کے متعلق بھی سامنے آتا ہے۔ جب پالتو بکرے کی طرف ذبح کے ارادے سے آپ بڑھیں۔ اور وہ آپ کو دیکھ کر پیار سے آواز بھی نکالے کہ شاید آپ اسے دانہ یا چارہ ڈالنے آئے ہیں۔ لیکن آپ چھری لے کر اس کی شاہ رگ کاٹ دیتے ہیں۔ تو وہ جانور آپ کے متعلق کیا کچھ نہ سوچتا ہو گا۔

پس حقیقت یہی ہے کہ خدا تعالےٰ نے جس کی اجازت دی ہے اس کے استعمال میں اس قسم کے وہم کی گنجائش کوتاہ نظری پر مبنی ہے اور رحم کے بے جا اور بے موقعہ استعمال کی صورت ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے بعض لوگ کسی جانور کو مارنے پر تو بے رحمی اور جیو ہتیا کا سوال اٹھا دیں گے۔ لیکن انسان کے ذبح کرنے پر ان کا ضمیر ان کو ذرہ برابر بھی ملامت نہیں کرے گا۔ اسلام ایسے توہمات پر مبنی جذبات کا روادار نہیں۔ ہاں ذبح کرنے میں بے رحمی کا طریق اختیار نہ کیا جائے۔ مثلاً کند چھری سے جانور کو ذبح نہ کرے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

ان اللہ تبارک وتعالیٰ کتب الاحسان علی کل شیء اذا قتلتم فاحسنوا القتلة واذا ذبحتم فاحسنوا الذبح ولیحد احدکم شفرته فلیرح ذبیحته۔

(مشکوٰۃ کتاب الصید والذبائح)

یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر صورت میں احسان اور نرمی کا طریق اختیار کرنے کی ہدایت کی ہے یہاں تک کہ ذبح میں بھی اس جذبہ کو ضائع نہیں ہونے دیا۔ اس لئے ذبح میں حسن اور رحم کے طریق کو اختیار کرو۔ مثلاً چھری خاصی تیز ہو تاکہ جلدی ذبح کر سکو۔

سوال

کتے کا چاٹا ہوا یا کھایا ہوا حرام ہے مگر کتے سے شکار کیا ہوا جانور کیوں جائز ہے۔ حالانکہ کتے کے منہ میں جانور زخمی بھی ہو جاتا ہے بلکہ مر بھی جاتا ہے۔

جواب

بعض احکام میں تسامح اور عفو کے پہلو کو اختیار کیا گیا ہے۔ اس لئے کتا جب شکار کو مارتا ہے تو جہاں اس نے زخم کیا ہے۔ اس جگہ کو دھونے کا حکم نہیں کیونکہ خواہ مخواہ انسان تکلیف سے دوچار ہوتا ہے۔ اور شریعت نے انسان کو حرج سے بچایا ہے۔ اصل چیز تو اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت ہے جہاں اس نے دھونے کا حکم دیا ہے وہاں ہم نے دھونا ہے۔ جہاں معافی دیدی ہے وہاں رعایت سے فائدہ اٹھانا ہے۔ تاہم اگر کوئی چاہے تو اس زخمی جگہ کو دھو کر استعمال کر سکتا ہے۔ بعض فقہا مثلاً امام مالکؒ کے نزدیک تو کتے کا چاٹا ہوا ناپاک ہی نہیں ہوتا۔ انکی اس رائے کی بنیاد شکار کے اسی مسئلہ پر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ برتن وغیرہ دھونے کا جو حکم ہے وہ صرف صفائی اور جراثیم سے بچنے کے پیش نظر ہے یہ حکم نجاست اور کتے کے منہ کی پلیدی کی بنا پر نہیں بہرحال برتن وغیرہ دھونے کے حکم کی کوئی بھی وجہ ہو یہ مسلمہ بات ہے کہ کتے کا کیا ہوا شکار حلال اور جائز ہے۔

عیسائیت سے احمدیت تک

از محترمہ قدسیہ بیگم صاحبہ ایم - اے لکھنؤ

آج مجھے بیحد خوشی ہے اور اس بات کا فخر بھی ہے کہ میں اپنے آپ کو سچے مذہب کا ماننے والا کہہ سکتی ہوں۔ میں اس پاک خدا کا شکر ادا کرتی ہوں۔ جس نے مجھے یہ توفیق دی۔ کہ میں اس کو پانے کا صحیح راستہ اپنا سکوں۔ میں نے ۳۰ - ۷ - ۶۴ کو احمدیت قبول کی۔ بیعت کرتے ہی مجھے ایسا محسوس ہوا۔ جیسے مجھے ایک نئی زندگی مل گئی ہے۔ ایک عجیب خوشی حاصل ہوئی۔ وہ بے چینی اور بیزاری جو لمبے عرصہ سے مجھے گھیرے ہوئے تھی وہ اسی دن سے دور ہو گئی۔ اب دل چاہتا ہے کہ جیوں اور خوب جیوں تاکہ مجھے اپنے خالق کی خدمت کا زیادہ سے زیادہ موقعہ ملے۔ ۳۰ جولائی ۱۹۶۵ء کو بیعت کئے ہوئے مجھے ایک سال ہو گیا۔ اور اس عرصہ میں میں نے اپنی زندگی میں جو تبدیلیاں دیکھیں۔ انہیں میں ہی جانتی ہوں۔

کہنا تو یہ چاہیے کہ میں ایک عیسائی خاندان میں پیدا ہوئی۔ چونکہ میرے والد مرحوم عیسائی مذہب کے ماننے والے تھے۔ میری والدہ مسلمان خاندان سے ہیں۔ میرے ننھیال میں اب تک سب مسلمان ہیں مسلمان ہی نہیں بلکہ کٹر سُنی مسلمان ہیں۔ مذہب کی خاطر انہوں نے کافی قربانیاں کیں۔ میرے والد کے خاندان میں بھی سب بہت نیک ہیں اور وہ اپنے مذہب کو بہت پابندی سے مانتے ہیں۔ میرا ددھیال نیکی، عزت اور دولت کے لئے مشہور ہے۔ عیسائی مذہب کی خاطر انہوں نے بہت قربانیاں دیں۔ میرے دادا ہی میرے ددھیال میں سب سے پہلے تھے۔ جنہوں نے عیسائی مذہب قبول کیا۔ وہ بنگالی براہمن تھے۔ اور دنیا کی ہر قسم کی دولت سے مالامال تھے۔ لیکن انہوں نے سب کچھ چھوڑ دیا صرف مذہب کی خاطر۔ آج بھی لوگ ان کا نام عزت سے لیتے ہیں۔ عیسائی مذہب کی تاریخ میں ان کی زندگی کا حال لکھا ہوا ہے۔ جیسے آج بہت سے عیسائی خاندان اپنی اولادوں کو پڑھانے کے لئے رکھے ہوئے ہیں۔

میرے والد مرحوم خود ایک نیک آدمی تھے۔ اور چاہتے تھے کہ میں بھی ایک نیک لڑکی بنوں۔ وہ مجھے بائیبل سے روزانہ تعلیم دیتے تھے لیکن جیسے عام عیسائیوں میں دستور ہے کہ وہ ہر اتوار کو گرجے میں جانا ہی سچائی سے مذہب کا ماننا سمجھتے ہیں۔ میرے والد کو شاید یہ پسند نہیں تھا کیونکہ اس پر انہوں نے کبھی زور بھی نہیں دیا تھا لیکن جب کبھی میں اپنے چچاؤں یا چچازاد بہن بھائیوں کے کہنے پر ان کے ساتھ گرجے چلی جاتی تو وہاں کے ماحول اور تعلیموں سے میرا دم گھٹنے لگتا۔ "مسیح خدا کا بیٹا ہے اور وہ خود خدا ہے" یہ الفاظ مجھے جھوٹ معلوم ہوتے۔ گرجا مجھے جادوگر کی طرح معلوم پڑتا۔

اس کے علاوہ عیسائی مذہب کی کچھ اور بھی باتیں ہیں جو میرے لئے قابلِ نفرت تھیں جیسے سؤر کا گوشت کھانا، اور شراب پینا۔ عیسائی علماء کا دعوےٰ ہے کہ جو چیز خدا نے بنائی ہے وہ پاک ہے اور اس دلیل کے ذریعہ سے وہ حرام کو حلال قرار دیتے ہیں اور اس کا استعمال بھی خوب کرتے ہیں۔ سؤر کھانا بائیبل میں بھی منع ہے بائیبل کہتی ہے "چوپایوں میں سے جس جس کے پاؤں الگ اور چرے ہوئے ہیں۔ اور وہ جگالی بھی کرتا ہو۔ تم اسے کھا سکتے ہو"۔ استثنا ۱۴ میں لکھا ہے کہ "سؤر تمہارے لئے اس سبب سے ناپاک ہے کہ اس کے پاؤں چرے ہوئے ہیں پر وہ جگالی نہیں کرتا۔ تم نہ تو ان کا گوشت کھانا اور نہ ان کی لاش کو ہاتھ لگانا"

اسی طرح وہ شراب کا استعمال کرنے کے لئے بھی بائیبل سے ہی دلیل پیش کرتے ہیں حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے پہلا معجزہ گلیل میں ایک شادی کے موقع پر دکھایا تھا مے کم ہو جانے پر انہوں نے گھڑوں میں تازہ پانی بھروا دیا اور پھر کہا کہ اب اسے پیو۔ وہ پانی بہت عمدہ مے میں بدل گیا تھا مے اور شراب میں فرق ہوتا ہے۔ مگر عیسائی علماء تو کہتے ہیں کہ جب ہمارے خدا نے شراب بنائی اور پی۔ تو پھر ہم بھی کیوں نہ پئیں یہ لوگ شراب پی کر متوالے ہو جاتے ہیں۔ اور اس نشے کی تاریکی میں بہت سے گناہ کرتے ہیں۔ سؤر کھا کھا کر ان میں دیوثی بھر گئی ہے زناکاری جیسے بڑے گناہوں کو بھی وہ گناہ نہیں سمجھتے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے بہت سے عیسائی گھر برباد ہوتے دیکھے ہیں مگر کوئی انہیں بچا نہ سکا۔ کیونکہ اندھا اندھے کو کیا راہ دکھا سکے گا۔ پادری جو خدا کے فرزند ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ وہ خود الٹے گناہوں میں گرفتار ہیں۔ ان کی اپنی اولادیں بدراہ پر جاری ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ میری ماں مسلمان خاندان سے ہیں۔ اور میرے والد بھی ان چیزوں کے استعمال کو گناہ سمجھتے تھے۔ اس لئے یہ حرام چیزیں میری نظروں کے سامنے کبھی نہیں گذریں۔ میرے خاندان میں ایک دو لوگوں نے ان چیزوں کا استعمال شروع کر دیا ہے۔ اس لئے بربادی ان کے دروازے کھٹکھٹا رہی ہے۔

ایک اور بات جو مجھے ہمیشہ کھٹکتی تھی۔ وہ ہے عورتوں کا گرجوں میں جانا۔ پرانے زمانے میں عورتیں عبادت خانے میں نہیں جاتی تھیں۔ اس لئے گناہ بھی کم تھا۔ جہاں غیر عورت اور غیر مرد ایک ساتھ اُٹھتے بیٹھتے ہیں اور ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔ وہاں گناہ روکا نہیں جا سکتا۔ آجکل گرجے عبادت کی جگہ نہیں رہے۔ عورتیں بے پردہ اور بیباکی سے ہر طرح کا سنگار کر کے گرجوں میں جاتی ہیں۔ اور غیر مردوں سے کندھے سے کندھا ملا کر اپنی آواز بلند کرتی ہیں۔ اس طرح بدچلنی اور گناہوں کی بنیاد گرجوں سے پڑتی ہے۔ مندروں میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ مگر خدا تعالےٰ نے مسجد کو ان گناہوں سے پاک رکھا ہے۔ وہاں عورتوں کا اس طرح دخل نہیں ہوتا۔

عیسائیوں میں ہٹ دھرمی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ وہ دیکھتے ہوئے بھی نہیں دیکھتے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسے عظیم الشان نبی کا انکار وہ قدم قدم پر کرتے ہیں جبکہ بائیبل خود اس رسول خدا کی گواہ ہے۔ سب سے بڑی دلیل جو بائیبل میں دی گئی ہے۔ اور جسے ایک جاہل انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔ وہ یسعیاہ نبی کی کتاب ۲۱ - ۱۳ - ۱۷ میں موجود ہے۔ جس میں عرب کی بابت نبوت کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی قابلِ غور امر ہے کہ استثنا ۱۸ - ۱۵ میں دی گئی نبوت کس کے لئے تھی؟

"خداوند تمہارا خدا تمہارے لئے تمہارے ہی بیچ سے یعنی تمہارے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔"

عیسائی اپنے خدا کو چھوڑ کر ایک نبی کی پوجا کرتے ہیں وہ حضرت عیسےٰ کو خدا اور خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ نے ایک بار نہیں پر سینکڑوں بار خود فرمایا کہ وہ نہ تو خدا تھے اور نہ خدا کے برابر۔ پھر انہیں ان کے اپنے وقت کے لوگ نبی کہتے تھے۔ لوقا ۷ - ۱۶ میں لکھا ہے۔

"ایک بڑا نبی ہم میں اٹھا ہے اور یہ کہ خدا نے اپنی اُمت پر توجہ کی ہے"۔

عیسائی یہودیوں سے کم نہیں۔ جیسے وہ اپنے خدا یہوداہ کو چھوڑ کر بعل بوب کی پوجا کرتے تھے۔ ویسے ہی عیسائی اپنے اصل خدا کو چھوڑ کر ایک نبی کو خدا مانتے ہیں!

اگر حضرت عیسےٰ خود خدا تھے۔ تو پھر وہ کس سے دعا مانگتے تھے؟ انہوں نے اپنے شاگردوں کو جو دعا سکھائی تھی وہ حسب ذیل ہے۔

"اے میرے باپ! تو جو آسمان پر ہے"۔

حضرت عیسےٰ نے ہمیشہ اپنے آپ کو ابنِ آدم کہا ہے نہ کہ ابنِ خدا! متی ۱۸ - ۱۲ میں حضرت عیسیٰ کے لئے یوں لکھا ہوا ہے:-

"دیکھو یہ میرا خادم ہے۔ جسے میں نے چنا ہے"۔

نبی ہمیشہ خدا کا خادم ہوتا ہے۔ متی ۲۷ - ۴۶ میں لکھا ہے کہ جب حضرت عیسےٰ صلیب پر تھے۔ تو انہوں نے بڑے زور سے چلا کر کہا "ایلی ایلی لما سبقتنی" یعنی اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔

اس طرح یہ تمام باتیں میرے دماغ پر بوجھ بن گئیں۔ جب میں پریشان ہو کر دوسرے مذہبوں کی طرف غور کرتی۔ تو ان میں اسلام ہی مجھے اعلیٰ نظر آیا۔ جب کبھی میں اپنے ننھیال جاتی تو وہاں سے آنے کو میرا دل نہیں چاہتا تھا۔ وہاں کے ماحول میں مجھے خدا کا قرب محسوس ہوتا۔ میرے نانا کی بنوائی ہوئی اپنی مسجد ہے۔ اور یہ کوٹھی کے ہی احاطے کے اندر ہے جہاں گھر اور باہر کے سب لوگ مل کر نماز پڑھتے ہیں۔ یہ بات ہمیشہ سے مجھے بہت پسند تھی۔ بچپن سے ہی میرا رجحان اسلام کی طرف تھا۔ پانچوں وقت نماز پڑھنا۔ رمضان میں روزے رکھنا۔ میرے دل کو اسلام کی طرف کھینچتا تھا۔ میرے پڑوس میں کچھ مسلمان خاندان رہتے تھے۔ جب رمضان مبارک کے دن آتے تو میں بھی ان کے ساتھ کچھ روزے رکھتی۔ اس سے مجھے بہت خوشی ہوتی تھی۔ میرے والد نے مجھے ایسا کرنے سے کبھی نہیں روکا۔ اُن کا ہمیشہ یہی ارشاد تھا کہ مذہب کے معاملے میں کسی کو بھی دخل نہیں دینا چاہیئے۔

میں اسلام کے لئے زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنا چاہتی تھی کیونکہ کچھ چیزیں مجھے ناپسند تھیں۔ جیسے مزاروں کا پوجنا۔ نذر اور فاتحہ دلانا۔ ایسی ہی کچھ چیزیں مجھے اسلام کے قریب جانے سے روکتی تھیں۔

۱۹۵۸ء میں میرے والد صاحب کا اچانک انتقال ہو گیا۔ تب میں بہت زیادہ پریشان رہتی۔ اور ہر وقت رویا کرتی تھی۔

اس عرصہ میں میں نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ اس خواب کو دیکھنے کے بعد مجھے عجیب اطمینان حاصل ہؤا۔ اور یہ خیال آیا کہ اس سے خدا کا کچھ خاص مقصد ہے۔ میری ایک غیر احمدی دوست (سہیلی) نفیس جہاں نے مجھے قرآن شریف پڑھنے کے لئے کہا۔ اور حضرت یونسؑ کی دعا سکھائی۔ چونکہ مجھے عربی نہیں آتی تھی۔ اس لئے میں پاک کتاب کو پڑھنے سے محروم رہی۔ اس عرصہ میں مجھے لکھنؤ یونیورسٹی سے انگریزی میں ترجمہ کیا ہؤا قرآن شریف مل گیا۔ انگریزی قرآن شریف دیکھ کر مجھے تعجب ہؤا۔ کیونکہ اس وقت تک میں یہی سنتی رہی تھی۔ کہ عربی کو چھوڑ کر کسی دوسری زبان میں قرآن شریف کا ترجمہ نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ یہ گناہ ہے جب میں نے اس کے ترجمہ کرنے والے کا نام دیکھنا چاہا۔ تو اس پر مجھے

Ahmadiyya Anjuman-I-Ishaat-I-Islam
Lahore Punjab
India

کا پتہ ملا۔

احمدیہ نام دیکھتے ہی میرا دھیان مرحوم سیٹھ خیر الدین صاحب کے خاندان کی طرف گیا۔ کہ سیٹھ صاحب کی لڑکیاں جو میری دوست تھیں۔ مجھے احمدیت کے بارے میں کچھ بتا سکیں گی۔ سیٹھ خیر الدین صاحب کے خاندان سے میرے خاندان کے کافی پرانے تعلقات تھے۔ جب احمدیوں کا کوئی جلسہ یا مناظرہ ہوتا تو میرے دادا اور والد ان میں ضرور شرکت کرتے۔ جب سیٹھ خیر الدین صاحب نے سنا کہ مجھے احمدیت میں دلچسپی ہے۔ تو بہت خوش ہوئے۔ اور انہوں نے مجھے کچھ کتابیں بھی دیکھنے کو دیں ان کی بیٹی زاہدہ نے مجھے قادیان کا پتہ دیا۔ لیکن میں نے دو سال تک خط نہ لکھا۔ میں بار بار قرآن شریف کو پڑھتی۔ اور دعا کرتی۔ کہ خدا تعالےٰ مجھے وہ راہ بتا دے۔ جس پر چلنا میرے لئے بہتر ہو۔ جب میں نے حضرت میاں وسیم احمد صاحب کو خط لکھا۔ تو انہوں نے مجھے بہت سی کتابیں بھیجیں۔ اور یہ بھی لکھا کہ میں کوئی بھی قدم اُٹھانے سے پہلے اچھی طرح سوچ لوں۔ میں نے اُن کتابوں کو ڈیڑھ سال تک خوب اچھی طرح پڑھا۔ میں ان میں برائی ڈھونڈھتی۔ مگر صرف اچھائی ہی اچھائی تھی مجھے ایک بھی برائی نہ ملی۔ مجھے ان کی ہر بات پسند آئی۔ میں رو رو کر خدا سے دعا کرتی تھی۔ اور اس کی ہدایت چاہتی تھی۔

اس پاک خدا کا شکر ہے جس نے مجھے احمدیت قبول کرنے کی طرف راہنمائی کی۔ آج جب لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں۔ کہ تمہیں احمدیت میں کیا بات پسند آئی ہے؟ تو میری طرف سے ان سے سوال ہوتا ہے کہ آپ مجھ سے پوچھیئے۔ "کہ مجھے احمدیت میں کیا پسند نہیں آیا"؟ پاک خدا کی قسم! احمدیت پر اگر انسان اپنا تن من اور دھن سب کچھ قربان کر دے تو بھی ہیچ ہے۔ احمدیت خدا کو پانے کا صحیح راستہ ہے۔

یہ میں اپنے غیر احمدی بہن بھائیوں سے کہتی ہوں۔ اور چاہتی ہوں کہ ہمیشہ کہتی رہوں کہ احمدیت ہی سب سے اعلیٰ مذہب ہے۔ اور یہی صحیح اسلام بھی ہے اگر انسان سچائی سے احمدیت کو مان لے تو وہ بہت سے گناہوں سے پاک رہے گا۔

احمدیت نے مجھے نئی زندگی عطا کی اور ایک عجیب سکون اور اطمینان مجھے حاصل ہؤا ہے۔ میرے دل میں اپنے پیارے مذہب کے لئے بہت سے ارمان ہیں۔ میں اللہ پاک سے دعا کرتی ہوں کہ اگر میرے ارادے اور خیالات اس کی نظر میں مقبول ٹھہریں۔ تو وہ مجھے توفیق دے کہ میں بھی اس کی کچھ خدمت کر سکوں۔ کاش! میری تمام زندگی میرے مذہب کے لئے ہو۔ جماعت احمدیہ سے میری درخواست ہے کہ وہ بھی میرے لئے دعا کریں۔

قدسیہ بیگم ایم۔ اے

کسرِ صلیب کا درخشندہ ثبوت

(بقیہ صفحہ اوّل)

ماہرین ردائے عیسےٰ ابھی تک اس مکتوب کو نظر انداز کر رہے ہیں جو کہ ایک ایسینی فرقہ کے بزرگ نے یروشلم سے سکندریہ میں لکھا۔[1] یہ مکتوب صلیبی واقعہ کے سات سال بعد لکھا گیا انیسویں صدی کے آخر میں سکندریہ کی ایک خانقاہ سے اس کا لاطینی ترجمہ ملا۔ محققین اسے ایک جعلی دستاویز سمجھتے ہیں۔ لیکن اس کی تفصیلات ایک طرف صحائف قمران کے پیغمبر کی داستان حیات سے ملتی ہیں دوسری طرف ردائے عیسےٰ کے نقوش اس مکتوب کی صداقت پر گواہی دے رہے ہیں جس طرح کفن کو پہلے جعلی سمجھا گیا اسی طرح اس مکتوب کو اختراع قرار دیا گیا۔ جس طرح کفن حقیقی ثابت ہؤا اسی طرح یہ مکتوب بھی اپنی خاکستر سے دوبارہ زندہ ہوگا۔ اس مکتوب میں لکھا ہے کہ برچھی مارنے پر حضرت مسیحؑ کے جسم سے خون اور پانی کا بہنا ایک حتمی نشان ہے کہ دل کا عمل رکا نہیں بلکہ جاری ہے۔ اس نشانِ حیات کو دیکھ کر حکیم نقادیمس کو یقین ہو گیا کہ آپ زندہ ہیں گو بظاہر گہری بیہوشی میں ڈوبے ہوئے ہیں حکیم نقادیمس نے کپڑے پر مصالحے اور مرہمیں لگا کر یسوع کے بدن پر لپیٹ دیا پھر جس مغارہ میں رکھا گیا تھا اس کو شفا بخش ادویہ کا بخور دیا گیا۔ شدید زلزلہ کی وجہ سے چٹانوں کے پھٹنے کے باعث بعض گیسیں نکلیں ان کا قدرتی بخور بھی مل گیا۔ طوفان کی وجہ سے مغارہ کا دِل بجھ گیا۔ اس تاریک ماحول میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام موت کی بے ہوشی سے زندہ ہو گئے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے جسم کے نقوش چادر میں جس عمدہ طریق پر منعکس ہوئے ہیں۔ سائنس دان اس کو پورے طور پر سمجھنے سے قاصر ہیں۔ انہوں نے مشابہ حالات و کیفیات پیدا کر کے بعض تجربے کئے ہیں۔ لیکن نتیجتًا تنے نمایاں نقوش پیدا نہیں ہوئے۔ وہ حیران ہیں کہ وہ کونسے غیر معمولی حالات ہیں۔ جن کے باعث وہ سارے سامان قدرتی طور پر فراہم ہو گئے کہ ایک عظیم نیگٹیو تیار ہو گیا مذہبی خوش فہموں نے تو یہ کہہ کر اپنے دل کو تسلی دے لی کہ یسوع جب مر کر زندہ ہوئے نوان کا سراپا برقیات میں بدل گیا اس برقی رَو کا یہ کرشمہ ہے کہ ان کا عکس آئینہ ردا میں اُتر گیا۔

سائنس دانوں نے یہ بتایا کہ ایسے اسباب جمع ہو گئے تھے کہ آپ کے سراپا کا عکس کپڑے میں منعکس ہو گیا تھا کفن میں aloes "ایلوس" کا پوڈر لگایا گیا۔ جس سے وہ ایک حساس فوٹو پلیٹ کی طرح بن گیا۔ دوسری چیز امونیا کے بخارات ہیں۔ یہ کہاں سے آئے؟ ان کی موجودگی کی مختلف تاویلیں کی گئی ہیں۔ یہ مسلم ہے کہ ابھی تک کوئی نظریہ بھی اس راز سے کاملًا پردہ نہیں اُٹھا سکا۔

مکتوب یروشلم پڑھنے کے بعد یہ معمہ بھی حل ہو جاتا ہے مکتوب نویس لکھتا ہے کہ صلیبی حادثہ کے وقت شدید زلزلہ آیا جس سے چٹانیں شق ہو گئیں۔ جگہ جگہ شگاف پڑ گئے جس مغارہ میں حضرت مسیح کو رکھا گیا تھا۔ اس میں بھی گیس پھوٹ نکلی جس کی بُو محسوس ہو رہی تھی۔ حکیم نقادیمس اس گیس کو دیکھ کر بہت مسرور ہوا۔ کیونکہ یہ بیہوشی میں ڈوبے ہوئے مریضوں کے لئے بہت مفید تھی۔ گویا قدرت نے انتظام کر دیا یہ گیس کیا چیز تھی؟

امونیا ایک بے رنگ گیس ہے اس کی خاص امتیازی بُو ہوتی ہے جو بہت تیز اور ناک کو چبھنے والی ہوتی ہے اس کا محلول ہوش میں لانے کے لئے لخلخہ کا کام دیتا ہے یہ گیس مرکبات میں یعنی "امونیم کلورائیڈ" "امونیم سلفیٹ" کی صورت میں آتش فشاں پہاڑوں کے علاقوں میں پائی جاتی ہے یعنی یہ کہ پہاڑوں میں جو شق نکلے ان سے گیس نمودار ہوئی امونیا کا لخلخہ بنا۔ حضرت مسیح کا غار اس گیس سے بھر گیا یہ دو چیزیں تو مہیا ہو گئیں۔ ایک تیسری چیز کی بھی ضرورت تھی۔ کفن میں آبی بخارات ہونے چاہئیں تاکہ امونیا گیس بخارات آبی میں حل ہو جائے مکتوب یروشلم میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح زندہ تھے ان کا قلب برسرِ عمل تھا ایک زندہ انسان کے جسم سے پسینہ تو نکلتا ہے وہ شخص جو کہ مسلسل تعذیب و عقوبت سے گزرا ہو اس کے جسم سے مسامات کے ذریعہ پسینہ بڑی کثرت سے خارج ہوتا ہے یوں رطوبت نے تیسری ضرورت بھی فراہم کر دی۔

پھر مکتوب میں لکھا ہے کہ غار میں ایلوس اور دوسری ادویات کا بخور دیا گیا۔

یہ سارے اسباب جہاں حضرت مسیحؑ ... کو ہوش میں لانے کا موجب تھے وہاں دنیا کی بہترین لیبارٹریز کے تجربات نے ثابت کر دیا کہ منفی عکس بھی ان سے پیدا ہو سکتا ہے! اب امونیا کے بخارات کی تاویلیں کرنے کی ضرورت نہیں جب یہ سارے سامان قدرت نے مہیا کر دیئے تو اندھی کے ایک جھونکے ... دیا بجھ گیا۔ گویا ڈارک روم کی ضرورت بھی پوری ہو گئی۔ یوں جسم کے نقوش چادر میں تمام و کمال جذب ہو گئے۔

مکتوب میں لکھا ہے کہ ہاتھوں اور بازوؤں کے زخموں پر بلسان لگایا گیا تھا کفن میں جگہ جگہ کسی پوڈر کے خاکی رنگ کے نشان ہیں علماء حیران ہیں کہ یہ کیا چیز ہے بازوؤں پر بھی (؟) پوڈر کے نشانات ملے ہیں۔ لیجئے یہ معمہ بھی حل ہو گیا۔ یہ بلسان تھا جو حکیم نقادیمس نے صلیبی زخموں پر لگایا تھا

مکتوب یروشلم میں لکھا ہے کہ نقادیمس فی الواقع ایک بردبار عقلمند معالج تھا اس نے برچھی کے زخم کو بند نہیں کیا ہے ۲۴ ہوئے سیلان خون بند کرنے کی صورت میں تنفس کے نتیجہ طور پر جاری رہنے سے رکاوٹ پڑنے کا اندیشہ تھا کفن میں پہلو کے زخم کی کیفیت بالکل وہی ہے جو کہ مکتوب میں بیان ہوئی۔ چادر میں پہلے زخم کا دو قسم کا خون جذب ہؤا ایک منجمد خون جو کہ بدن سے چادر میں پہنچنے سے پہلے نکل چکا تھا اور جسم پر جم گیا تھا دوسرا تازہ بہا ہؤا خون۔

ایک معمہ یہ بھی ہے کہ جسم سے پاس چادر کو کمال احتیاط سے جُدا کیا گیا یہ کیسے ہؤا؟ کیونکہ خون کے قطرات اور دھاریوں سے تو ہر جگہ اگر معمولی بے احتیاطی بھی ہوتی تو دھبے پھیل جاتے مکتوب میں لکھا ہے کہ حکیم نقادیمس اور ایک ایسینی بھائی مسلسل تین دن کی نگرانی کر رہے تھے تیسرے دن انہوں نے دیکھا سانس چل رہا ہے، یسوع کے ہونٹ حرکت کر رہے ہیں انہوں نے کس قدر اس نازک کام کو سرانجام دیا! چادر کو الگ کیا گیا! سرین کو وہ "غیبی ہاتھ" نظر نہیں آیا جس نے اس چادر کو جدا کیا۔ مکتوب یروشلم نے اس معمہ کو بھی حل کر دیا ہے ردائے مسیح کی تفصیلات اور مکتوب میں بعض جگہ اختلاف بھی ہیں۔ آخر مکتوب نویس سے بھی جس نے سات سال کے بعد اتفاقات جمع کیا غلطی کا امکان ہے مجموعی لحاظ سے کفن کی تحقیق اور مکتوب کے نتائج ایک ہی دونوں ثابت کرتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ کفن میں زندہ تھے مُردہ نہ تھے زخموں سے تازہ خون اور سیرم بہہ رہا تھا۔ حضرت[*]

1- The crucifixion by an Eyewitness Indo-American Book Co Chicago (1907)

[*] مسیح کے جسم کے نقوش چادر میں جس عمدہ طریق پر منعکس ہوئے اس کی وجہ جسم کی گرمی پسینہ اور رطوبت کے بخارات، امونیا گیس، ایلوس اور نقادیمس کا بخور تھا کہ تاریکی تھی۔ ان سب عناصر نے مل کر خود فوٹو گرافی کی ایک ڈیڑھ ہزار سال قبل وہ عظیم الشان نیگیٹو تیار کر دیا جو کہ کسرِ صلیب کا ایک زندہ ثبوت ہے۔

قسط ۱۲

گلدستہ جس کے چند پھول مرجھا گئے

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان

(۳۹)

ہرکارہ میرے ہاتھ میں تار دے کر اور دستخط کروا کر چلا گیا تو میں نے لفافہ چاک کر کے تار کو پڑھا۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ وہاں بھی تار مجھے ہی پڑھنا ہے۔ تار پڑھتے ہی میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ اور سر چکرانے لگا۔ ایک جوان اور ہونہار فرزند کی وفات کی روح فرسا خبر تھی۔ اور تار عدن سے کسی نے مرحوم کے بوڑھے باپ کے نام دیا تھا میں عجیب تذبذب کے عالم میں تھا کہ یہ تار کس طرح بوڑھے بزرگ کو پہنچاؤں اور یہ درد ناک خبر کیسے سناؤں۔ مگر تار تو بہر حال پہنچانا ہی تھا۔ اپنے ذہن میں تسلی آمیز الفاظ موزوں کرتا ہوا آہستہ آہستہ مسجد مبارک کی سیڑھیاں طے کرنے لگا۔ مگر میرے قدم بوجھل ہوئے جا رہے تھے۔ جونہی میں نے مسجد مبارک میں قدم رکھا وہ بزرگ مسجد میں ہی بیٹھے ہوئے سامنے نظر آئے میں بھی گھبرا کر جھک کے ان کے پاس پہنچا۔ مجھے دیکھ کر وہ دری پر بیٹھ گئے۔ انہوں نے سمجھا ہوگا کہ میں حسب عادت دعا کی درخواست کرنے آیا ہوں۔

میں نے ایک نگاہ تار پر ڈالی اور پھر اس پچھتر سالہ بزرگ کو دیکھا۔ مجھے ترس آگیا اور میں اپنے آپ کو کوسنے لگا کہ میں یہ خبر لے کر ان کے پاس کیوں پہنچا ہوں ــــ لیکن کسی نے تو یہ خبر پہنچانی ہی تھی ــــ یہ خیال کر کے میں نے عرض کیا حاجی صاحب! یہ تار آیا ہے۔ دریافت فرمایا کہاں سے کس کا تار ہے؟ میں نے جھجکتے جھجکتے تار کے مضمون سے اطلاع دی کہ عدن سے تار آیا ہے کہ آپ کے فرزند ڈاکٹر محمد احمد صاحب وفات پا گئے ہیں۔

صبر و ثبات کا وہ منظر میں کبھی نہ بھول سکوں گا رضائے الٰہی کے سامنے سر جھکا دینے کی ایسی مثال بہت ہی کمیاب ہے پچھتر سالہ بوڑھا باپ اپنے جوان ہونہار فرزند کی وفات کی خبر سنکر ایک بار تو کمر ٹوٹتی ہوئی محسوس کرتا ہے۔ لیکن حضرت حاجی صاحب نے جو الفاظ کہے۔ وہ نہایت مختصر سا اور جامع جملہ تھا اور وہی تھا جس کی خدا نے تلقین فرمائی ہے یعنی انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کے بعد انہوں نے فرمایا

"اچھا خدا کی مرضی"

ان کے چہرے پر حزن و ملال کی پرچھائیاں ضرور تھیں کیونکہ جگر کا ٹکڑا دائمی جدائی دے کر چل بسا تھا۔ لیکن زبان نے وہی ادا کیا جس کا اُسے خدا کی طرف سے حکم تھا۔ میں اس وقت سخت حیرت کے عالم میں ان کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ میرا خیال تھا کہ پچھتر سالہ دور افتادہ بوڑھا اس المناک خبر کی تاب نہ لا کر چیخیں مار اُٹھے گا لیکن نہیں یہ میری نادانی تھی کیونکہ یہ میرا ایک عامی تجزیہ تھا۔ جو حقائق کی کسوٹی پر قطعی غلط اترا تھا۔ اور اس لئے غلط اترا تھا کہ میرے سامنے وہ شخص بیٹھا تھا جس نے قادیان میں نازل ہونے والے آسمانی نور سے براہ راست اکتساب نور کیا تھا۔ میں ایک گمراہ سا تصور لے کر اُس کے پاس پہنچا تھا۔ لیکن اس کا وہ مختصر سا جملہ میری ہدایت کا باعث بن گیا اس لئے کہ وہ اس صف کا بزرگ تھا جس کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم۔

یہ تھے ہمارے بہت ہی بزرگ حضرت حاجی محمد الدین صاحب تہالوی درویش جو کچھ روز قبل ربوہ میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت حاجی صاحب موضع تہال متصل کھاریاں ضلع گجرات (حال مغربی پاکستان) کے رہنے والے تھے۔ اور اسی نسبت سے وہ تہالوی کہلاتے تھے۔ میں انہیں ۲۸-۱۹۲۹ء سے جانتا تھا۔ جبکہ میں اپنے ماموں چوہدری لعل خان صاحب (مرحوم) جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ کھاریاں کے گھر میں رہ کر تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ حضرت حاجی صاحب میرے ماموں صاحب مرحوم کے ہاں اکثر آیا کرتے تھے لیکن اس زمانہ میں میں چونکہ احمدی بھی نہ تھا اور شعور بھی کم تھا اس لئے میں صرف یہی جانتا تھا کہ یہ تہال والے میاں محمد الدین صاحب ہیں۔ میرے ماموں صاحب اکثر اوقات حاجی صاحب کے اخلاص تقویٰ اور نیکی کا ذکر کیا کرتے تھے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان ایام میں مجھے ان الفاظ کا مفہوم بھی معلوم نہ تھا۔ البتہ اتنا یاد ہے کہ حضرت حاجی صاحب کا جو لباس ۱۹۲۹ء میں تھا وہی لباس اور وضع قطع ۱۹۶۵ء میں تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں احادیث میں جو یہ پیشگوئی پائی جاتی ہے کہ وہ خزانے تقسیم کریں گے اس کے کئی بطون اور مفاہیم ہیں۔ لیکن اگر اسے ظاہری معنوں سے لیا جائے تب بھی یہ پیشگوئی روز روشن کی طرح پوری ہو چکی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احمدیت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ظاہری طور پر بھی سینکڑوں ہزاروں خاندانوں کو نہ صرف گمنامی سے نکال کر مشاہیر کی صف میں کھڑا کر دیا ہے۔ اسی حقیقت کی طرف حضرت حاجی صاحب کے فرزند اکبر میجر سلطان احمد صاحب عدن نے اپنے ایک حالیہ خط میں اشارہ کیا ہے نیز یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت ہوتی ہے اس لئے اپنے اس بزرگ درویش کے ذکر میں اسے حیطۂ تحریر میں لا رہا ہوں۔ حضرت حاجی صاحبؓ اکثر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعاموں کا ذکر کرتے ہوئے اپنی ان دونوں حالتوں کا ذکر فرمایا کرتے تھے اور پھر

ہندستا رغ پُر میوہ سر بر زمیں

کے مصداق اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوا کرتے تھے۔

حاجی صاحبؓ نے ۱۹۰۳ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفر جہلم کے موقع پر جہلم میں حضور انور کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ وہ اس واقعہ کو بڑے ہی والہانہ انداز میں سنایا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ جہلم والی بیعت

پگڑی والی بیعت

کہلاتی ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کے اس سفر میں اس قدر زیادہ لوگوں نے بیعت کی تھی کہ حضور کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کا موقعہ تو کجا دور تک بھی ملنا ممکن نہ تھا۔ اس لئے بیعت کرنے والوں نے اپنی پگڑیاں اُتار کر اور ایک دوسری سے گانٹھ کر لمبی پھیلا دی تھیں بیعت کرنے والے آتے جاتے اور پگڑیوں پر ہاتھ رکھ کر بیعت کر کے ہٹتے جاتے تھے یہ واقعہ میرے قلم سے کہاں اس ڈھب کا بن سکتا ہے جس والہانہ اور بے ساختہ انداز میں حاجی صاحبؓ سنایا کرتے تھے۔ یہ واقعہ سناتے وقت وہ ہاتھ سے اشارہ کر کے سادگی خلوص اور رقت کے ساتھ بتایا کرتے تھے کہ

ایسے حضرت صاحب بیٹھے ہوئے تھے

(یعنی یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے) یہ کیسے پروانہ صفت لوگ تھے جو اپنے محبوب کے تصور کو ساتھ ساتھ لئے پھرتے تھے۔ اور کتنے خوش بخت تھے کہ انہوں نے مامور زمانہ کے چہرۂ مبارک کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اس کی زبان مبارک سے باتیں سنیں اس کے قرب سے فیض حاصل کیا۔ اور اس آسمانی نور سے اپنے ایمان کی شمعیں براہ راست روشن کیں۔ مگر تصور کی گرفت میں اس زمانے کے حالات کس طرح آ سکتے ہیں جب مخالفتوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ــــ ایک بیکراں سمندر موجزن تھا۔ جب احمدی کہلانا اپنی موت کے فتوے پر دستخط کرنے کے مترادف تھا۔ اور پھر کسی ایسے غریب آدمی کا احمدی ہو جانا تو بے شمار آفتوں کو دعوت دینا تھا جو ظاہری لحاظ سے اپنے گاؤں میں کوئی حیثیت نہ رکھتا ہو۔ اس زمانہ میں حضرت حاجی صاحبؓ کا بیعت کرنا واقعی ایک بہت بڑی جرأت اور حوصلہ کا کام تھا۔ اور پھر اپنے گاؤں والوں کی اذیتیں برداشت کر کے ثابت قدم رہنا تو ایک کارنامہ تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے ثبات و استقلال کو اس قدر نوازا کہ مال و اولاد سے گھر بھر دیا۔

حضرت حاجی صاحبؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صحابی ہونے کا شرف تو حاصل ہی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حج بیت اللہ شریف اور زیارت مدینہ منورہ کا شرف بھی عطا کیا ہوا تھا۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں درویشی کی نعمت عطا کی اور انہوں نے اپنی درویشی کے سترہ طویل سال قادیان کی مبارک بستی میں یوں گذارے کہ ان کی زندگی قابل صد رشک تھی اور وہ زندگی کیا تھی اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ کی تفسیر تھی۔ تہجد۔ اشراق اور پنجگانہ نمازوں میں اس قدر التزام تھا کہ جیسے ان کا اوڑھنا بچھونا ہی یہی تھی۔

ایک سعادت انہیں یہ بھی حاصل تھی کہ مسجد مبارک میں ایک لمبے عرصہ تک روزانہ دو تین نمازوں میں امام الصلوٰۃ ہوتے رہے۔ اور پھر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر اجتماعی دعائیں ہوا کرتی تھیں وہ اکثر طور پر آپؓ ہی کروایا کرتے تھے۔

آپ نے اُبلتی ہوئی ہنڈیا کی آواز سنی ہوگی۔ حضرت حاجی صاحبؓ ہر نماز کے بعد مزار مبارک پر جا کر دعا کرتے۔ اس [illegible] ان کی بھی کیفیت

دعا کی طوالت اور قلبی رقت کا ایک عجیب منظر ہوتا تھا۔ بولنے والے درویش بھائی بھی اکثر ان کی خدمت میں دعا کے لئے درخواست کرتے رہتے تھے۔ لیکن حاجی صاحب کی بزرگی کی ایک بہت بڑی سند یہ بھی کہ سیدی حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ قادیان کے جن چند بزرگوں کو جماعتی ترقیات کے لئے دعاؤں کے خطوط تحریر فرمایا کرتے تھے ان میں سے ایک حضرت حاجی صاحبؓ بھی تھے۔

حاجی صاحب بڑے فروتن اور سادہ طبع بزرگ تھے۔ ان کا لباس سادہ اور صاف ستھرا ہوتا تھا۔ سادگی، خود فراموشی اور تعلق باللہ میں گم رہنے کے باعث بعض اوقات یہ بھی دیکھا گیا کہ پاؤں میں مختلف قسم کے جوتے پہنے ہوتے تھے۔ یعنی دائیں پاؤں میں گرگابی اور بائیں پاؤں میں دیسی وضع کا جوتا۔ سوٹی ہمیشہ ہاتھ میں رکھتے۔ اور تیز تیز چلتے تھے۔ اور نگاہیں ہمیشہ نیچی رکھتے تھے۔

آپ بڑے ہی التزام کے ساتھ سر اور داڑھی کے بالوں میں مہندی لگایا کرتے تھے۔ سردی ہو یا گرمی یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ سفید بالوں کے کونے نیچے سے نکل آئے ہوں۔ آپ کی صحت عام طور پر ہمیشہ اچھی رہی۔ لیکن اسی سال بندش پیشاب کے مرض نے ایسا غلبہ پایا کہ وہ فریش ہو کر رہ گئے۔ وہ اپنے بیوی بچوں سے ملاقات کے لئے پاسپورٹ پر ربوہ گئے ہوئے تھے وہیں بیمار ہو گئے۔ اور وہیں وفات پائی اور وہیں بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔

حضرت حاجی صاحب نے اپنی درویشی کا اکثر حصہ دار المسیح کے اندر گذارا۔ ایک لمبے عرصہ سے آپؓ کا قیام مسجد مبارک کی چھوٹی سیڑھیوں سے ملحق حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے کمرہ میں تھا۔ آپ رات کا بیشتر حصہ مسجد مبارک میں ہی گذارتے تھے اور نمازوں نوافل اور دعاؤں میں معروف رہتے تھے۔

اپنے اپنے ذوق کی بات ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ حضرت ام ناصر والے مکان میں مقیم ہیں۔ وہ جب مسجد میں تشریف لاتے ہیں تو اپنا جوتا یا چپل مسجد مبارک کے ساتھ والے مسقف حصہ میں اتارتے ہیں۔ حضرت حاجی صاحبؓ ہمیشہ تاک میں رہتے جب صاحبزادہ صاحب جوتا اتار کر مسجد میں تشریف لے آتے تو حاجی صاحب جوتے یا چپل کو جوڑ کر سیدھا کر کے پیچھے کی طرف موڑ کر رکھ دیتے یہ ایک چھوٹی سی بات ہے۔ لیکن اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان بزرگوں کے دلوں میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد کے لئے احترام و عقیدت کے کتنے گہرے جذبات تھے۔ میں نے حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ کو اکثر صاحبزادہ صاحب موصوف سے ملاقات کرتے دیکھا۔ ملاقات کے وقت ان کی عجیب کیفیت ہوتی تھی۔ احترام سے قامت میں خم ڈال کر وہ نہایت ہی مؤدب انداز میں دست بوسی کیا کرتے تھے یہ ایسے لوگ تھے کہ انہوں نے احمدیت کی نعمت کو بڑی ہی محنت، تکالیف اور قربانیوں سے براہ راست حاصل کیا تھا۔ اور ان کے دلوں میں خلیفہ اور مقدس کے چھوٹے بڑے افراد کی بے حد عزت تھی۔ حضرت حاجی صاحبؓ کی اس کیفیت کا اندازہ اوپر والے واقعہ سے ہو سکتا ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ اور معمر بزرگ تھے لیکن صاحبزادہ صاحب موصوف کے جوتے سیدھے کر کے رکھنے میں اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ اور اس سعادت میں شک بھی کیسے ہو سکتا ہے!

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ درویش کی وفات کے بعد حضرت حاجی صاحبؓ کا وجود ہم درویشوں کے لئے بڑا ہی غنیمت تھا۔ کیونکہ یہ لوگ وثائق کرتے نہیں تھے بلکہ دعاؤں کی مشین تھے۔ اور ظاہر ہے کہ اس دینی اور روحانی ماحول میں دعاؤں کی کتنی بڑی قدر و قیمت ہے۔ بہر حال ہم سے ایک بزرگ درویش ہم میں سے اٹھ گیا جو ایسے لوگوں میں سے تھا جن کی دعاؤں کے ہاتھوں میں بجلیوں کی باگیں ہوتی ہیں۔

حضرت حاجی صاحب، جیسا کہ اوپر ذکر آ چکا ہے پاسپورٹ پر ربوہ گئے ہوئے تھے۔ انہیں شدید بیماری کی حالت میں یا کم از کم وفات کے بعد ہی ان کی نعش کو بڑی آسانی کے ساتھ قادیان پہنچایا جا سکتا تھا۔ کیونکہ وہ قادیان کے تھے اور قادیان کی امانت تھے۔ خدا جانے ان کے ورثاء نے اس طرف توجہ کیوں نہ کی یا انہیں کیا مجبوری پیش آ گئی۔ اس کا ہم سب درویشوں کو افسوس رہا۔

حضرت حاجی صاحبؓ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی دینی اور دنیوی نعمتوں سے نوازا ہوا تھا۔ آپ کی ساری اولاد خدا کے فضل سے احمدیت اور خلافت سے گہری وابستگی رکھتی ہے۔ آپ کے بڑے فرزند میجر سلطان احمد صاحب اس وقت عدن میں ہیں اور عزیزم مبارک احمد صاحب ایم اے ربوہ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے فضلوں اور نصرتوں سے نوازے۔ اور حاجی ؓ صاحب کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین۔
اے خدا بر تربت او بارش رحمت ببار

آپ کا چندہ مورخہ ۲۸ ۹/۶۵ و ۲۸ ۱۰/۶۵ سے ختم ہے

خریداری نمبر	نام
۱۰۲۷	مکرم عبدالجلیل صاحب شیموگہ
۱۰۳۴	ر ڈاکٹر خورشید احمد صاحب پام دلا
۱۰۳۸	ر شیخ بی اسماعیل صاحب بھوبنیشور
۱۰۳۹	ر ارمان علی صاحب احمد آباد
۱۰۴۱	ر ڈاکٹر محمد لطیف صاحب جے پور
۱۰۴۲	ر مدار صاحب شیموگہ
۱۰۵۲	ر محمد ابراہیم صاحب سلاوہ
۱۰۶۰	ر محمد صاحبداد خاں صاحب کانپور
۱۰۶۱	ر مولوی فضل الرحمٰن صاحب خوردہ
۱۰۶۹	ر محمد ناصر صاحب قریشی بریلی
۱۰۷۳	ر ایم سلیمان صاحب بمبئی
۱۰۷۵	ر قاضی حبیب احمد صاحب پونہ
۱۱۵۲	ر فضل الرحمٰن صاحب چوپڑہ
۱۱۷۲	ر مرزا امیر بیگ صاحب فیض آباد
۱۱۹۶	ر محمد تقی صاحب رگولی
۱۲۲۴	ر محمد امام صاحب موڑی یادگیر
۱۲۲۵	ر ایم اے رحمان صاحب بنگلور
۱۲۵۴	ر احمد عبدالوحید صاحب
۱۳۰۳	ر محمد سلیمان صاحب بھاگلپور
۱۳۰۷	ر پروفیسر اختر احمد صاحب پٹنہ
۱۳۱۶	ر قاضی امیر الدین صاحب حیدرآباد
۱۳۱۷	ر غلام محمد صاحب زودرہ مانلو
۱۳۱۸	ر عبدالغفار صاحب یادگیر
۱۳۱۹	ر سید نام الدین صاحب جمشید پور
۱۳۲۱	انجمن احمدیہ شورت
۱۳۲۴	مکرمہ نجم النساء صاحبہ کٹک
۱۳۲۶	مکرم کرم الدین صاحب چارکوٹ
۱۳۲۷	ر محمد نور احمد صاحب
۱۳۴۳	ر بابو عبدالکریم صاحب شنکر گڈھ
۱۳۵۲	مکرمہ طلعت جہاں صاحبہ
۱۳۵۵	مکرم مسٹر نورالدین صاحب سونگڑہ
۱۳۶۳	دی سٹار بھون ملز حیدرآباد
۱۳۶۴	مکرم شریف احمد صاحب انڈیان
۱۳۶۶	ر ایس۔ جی مصطفیٰ صاحب مظفر نگر
۱۳۶۸	ر محمد منظور احمد صاحب بھاگل پور
۱۳۷۱	ر پی احمد حلمی صاحب
۱۳۸۵	ر محمد عبداللہ صاحب، حیدرآباد
۱۳۹۲	ر سید حمید الدین صاحب جمشید پور
۱۴۲۷	ر احمد نبی صاحب پوری
۱۴۲۸	مکرمہ مسز محمد صاحب پولاس

خریداری نمبر	نام
۱۴۴۳	مکرم سید سجاد احمد صاحب بھوردا
۱۴۴۵	ر سرفراز علی صاحب ناگری کوٹا
۱۶۲۵	مکرمہ جہاں آراء صاحبہ نیلوفر
۱۶۲۸	مکرم ماسٹر محمد شریف صاحب کٹھ کلی
۱۶۲۱	ر دلوار علی صاحب پرتاپ نگر
۱۶۶۴	ر بشیر احمد صاحب لکھنؤ
۱۶۸۳	ر ایس۔ اے کیو سیف الدین صاحب کٹک
۱۴۵۰	ر پاٹھک صاحب کانپور
۱۴۵۱	ر قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پینگاڈی
۱۴۵۲	مکرمہ نور النساء صاحبہ سونگڑہ
۱۴۵۵	مکرم محمد عثمان صاحب نور کٹک
۱۴۶۳	ر علی محمد صاحب کٹک
۱۴۶۷	ر سید جہانگیر صاحب حسینی حیدرآباد
۱۴۶۸	مسز حفصہ بیگ جے پور
۱۴۶۹	مکرم عبدالشکور صاحب جے پور
۱۴۷۱	ر ایس۔ ایم سلیمان صاحب مونگھیر
۱۴۹۱	ر انیس الرحمان صاحب کیرنگ
۱۵۷۴	ر دلدار محمود بھونگام
۱۶۰۲	ر ڈاکٹر محمد حسین صاحب منگلور

مہربانی فرما کر مندرجہ بالا خریداران بدر بواپسی ڈاک چندہ بدر ارسال فرما کر مشکور فرماویں تاکہ اُن کے نام آئندہ کے لئے بدر جاری رکھا جا سکے۔
(مینیجر بدر)

درخواست دعا

عزیزم مزمل احمد صاحب ابن مکرم منشی آفتاب الدین صاحب جو جماعت احمدیہ کیرنگ کے ایک ہونہار اور با اخلاق سارے اڑیسہ میں اوّل آئے ہیں اور انہیں گورنمنٹ کی طرف سے ماہوار -/۱۰۰ روپیہ سکالرشپ بھی ملی ہے اب وہ انجینئرنگ تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے بنگلور گئے ہیں۔ احباب دعا فرماویں کہ مولیٰ کریم انہیں وہاں بھی اعلیٰ پوزیشن کے ساتھ کامیابی عطا فرمائے اور دین خادم دین اور نافع الناس بنائے ثم آمین۔

۲۔ خاکسار کی والدہ محترمہ ان دنوں بیمار ہیں اور حالت بعض اوقات تشویشناک ہو جایا کرتی ہے عاجزانہ درخواست ہے کہ انکی صحت کلی اور خاکسار کی جملہ مشکلات کی دوری کے لئے بھی دعا فرماویں۔

ولادت۔ خاکسار کو خدا تعالیٰ نے مورخہ ۱۹ راگست کو دوسری لڑکی عطا فرمائی ہے بچی اور اسکی والدہ کی صحت و عافیت اور نیک صالح ہونیکے دعا فرمائیں۔ خاکسار ایک بالکل کیلئے کنوکی طرف کام سپرد کیا جا رہا ہے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر رہے۔ خاکسار محمد سلیمان قریشی از نشنگل ڈیم۔

وصایا

نوٹ:- وصیتیں منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں تاکہ اگر کسی شخص کو کسی وصیت کے بارے میں کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی کو دے۔

سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان

وصیت نمبر ۱۳۶۰۲:- میں امۃ الحفیظ زوجہ مولوی محمد عمر صاحب مبلغ قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کنانور ڈاک خانہ خاص ضلع کنانور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۶۴-۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے:- حق مہر /۵۰۰ روپے بذمہ شوہر واجب الادا ہے (۲) زیورات (۱) نکلس طلائی وزنی ایک تولہ قیمت /۱۲۰ روپیہ (۲) کانٹے طلائی ۱/۲ تولہ قیمت /۶۰ روپیہ (۳) چوڑیاں طلائی ایک چوڑی وزنی ایک تولہ قیمت /۱۲۰ روپیہ (۴) چین طلائی وزنی نصف تولہ قیمت /۶۰ روپیہ (۵) انگوٹھی طلائی دو عدد نصف تولہ قیمت /۶۰ روپیہ (۶) رسٹ واچ قیمتی /۶۵ روپیہ جملہ /۱۰۰۵ روپے ہیں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں میری کوئی آمد نہیں ہے میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامۃ امۃ الحفیظ موصیہ حال مقیم حیدر آباد

گواہ شد مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیری ۱۹/۲ تے پلی جدید حیدر آباد ۱۱/۶۴-۸

گواہ شد مولوی محمد عمر صاحب ولد محمد ابراہیم صاحب مرحوم مبلغ سلسلہ احمدیہ مقیم حیدر آباد ۱۱/۶۴-۸

وصیت نمبر ۱۳۶۴۱:- میں اے جے عبد اللہ ولد موذن صاحب قوم احمدی پیشہ کاشتکاری عمر ۵۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۶۳ء ساکن موگرال ڈاک خانہ موگرال ضلع کنانور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۶۴-۲۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد منقولہ و غیر منقولہ کچھ نہیں ہے۔ میں اس وقت کاشتکاری کا کام کرتا ہوں۔ جس سے مجھے ساٹھ روپیہ ماہوار کے قریب آمد ہو جاتی ہے۔ میں تا زندگی جو آمد بھی ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ یہ وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ میں کاشتکاری کا کام اجرت پر کرتا ہوں۔ میرے پاس بیل وغیرہ نہیں ہیں اور نہ کوئی دوسری جائداد ہے۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ثابت ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد اے۔ جے عبد اللہ

گواہ شد صدیق امیر علی صاحب ولد کنجی احمد صاحب ساکن موگرال سیکرٹری جماعت احمدیہ موگرال۔ گواہ شد وی۔ موسیٰ حسن صاحب ولد حسن کنجی صاحب ساکن موگرال

وصیت نمبر ۱۳۴۱۵:- میں ذلفاً بیگم زوجہ مبارک احمد صاحب قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر بیس سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کیرنگ ڈاکخانہ خاص ضلع پوری صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۶۴-۲۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے:-

(۱) مہر بذمہ خاوند ایک ہزار پچیس روپیہ /۱۰۲۵ روپیہ صرف (۲) زیورات مالیتی مبلغ دو سو روپیہ کل بارہ سو پچیس روپے ہوتے ہیں جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل خزانہ یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد اور پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامۃ (دستخط) ذلفاً بیگم بحروف اڑیہ۔

گواہ شد Sh. Ibrahim (دستخط) شیخ ابراہیم نائب صدر جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائینز ۸/۶۴-۲۱ — گواہ شد خاوند موصیہ Mobarak Ahmad 21-8-65 احمدیہ لائنز موسیٰ بنی مائینز (بہار)

وصیت نمبر ۱۳۴۲۳:- میں جیبن بی بی زوجہ تاش خان قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر بیس سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کرداپلی ڈاکخانہ تگریا ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی

ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۶۴-۲۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائداد مبلغ آٹھ سو پانچ روپیہ مہر بذمہ خاوند ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامۃ نشان انگوٹھا جیبن بی بی صاحبہ

گواہ شد شیخ ابراہیم نائب صدر موسیٰ بنی مائینز (بہار) — گواہ شد (دستخط) تاش خان بحروف اڑیہ احمدیہ لائنز موسیٰ بنی مائینز (بہار)

وصیت نمبر ۱۳۴۲۱:- میں شوکت بیگم زوجہ شیخ روراب صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۱۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کیرنگ ڈاکخانہ خاص ضلع پوری صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۶۴-۲۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائداد مبلغ ڈیڑھ ہزار روپیہ مہر بذمہ خاوند اور زیورات مالیتی ایک سو روپیہ کل سولہ سو روپیہ ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

الامۃ شوکت بیگم

گواہ شد Sh. Rozab شیخ روزاب۔ احمدیہ لائنز موسیٰ بنی مائینز (بہار) — گواہ شد شیخ ابراہیم نائب صدر جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائینز ۲۲/۸/۶۴

وصیت نمبر ۱۳۴۲۳:- میں گلزار خان ولد ارشاد خان صاحب قوم پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کیرنگ ڈاکخانہ خاص ضلع پوری صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۶۴-۲۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائداد نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو بصورت ملازمت مبلغ نوے روپیہ ہے۔ تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد دستخط گلزار خان صاحب بحروف اڑیہ

گواہ شد سید غلام مہدی ناصر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم موسیٰ بنی مائینز ۸/۶۴-۲۳ — گواہ شد شیخ ابراہیم نائب صدر موسیٰ بنی مائینز (بہار) ۸/۶۴-۲۳

وصیت نمبر ۱۳۴۲۴:- میں پیرن بی بی زوجہ مقبول خان صاحب قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کیرنگ ڈاکخانہ خاص ضلع پوری صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۶۴-۲۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائداد مبلغ پانچ سو پچیس روپیہ مہر بذمہ خاوند اور زیورات قیمتی دو سو روپیہ کل سات سو پچیس /۷۲۵ روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامۃ (دستخط) پیرن بی بی بحروف اڑیہ ۸/۶۴-۲۲

گواہ شد مقبول خان صاحب احمدی احمدیہ لائنز موسیٰ بنی مائینز (بہار) — گواہ شد شیخ ابراہیم نائب صدر جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائینز (بہار)

خبریں

نئی دہلی۔ ۳۰ اگست۔ وزارت دفاع کے ترجمان نے بتایا ہے کہ اوڑی سیکٹر میں جنگ بندی لائن کے پار بھارتی فوجیں درہ حاجی پیر اور ۱۲۶۰۰ فٹ بلند اہم پہاڑی بیڈ وہ پر قبضہ کرنے کے بعد بھی پاکستانی فوجوں کا صفایا کر رہی ہیں۔ اور پاکستانی نیم فوجی دستوں کے گروہوں کو بچا رہی ہیں جو کہ کشمیر میں گھسنے کے لئے یہاں جمع تھے۔ ترجمان نے بتایا کہ اوڑی سیکٹر میں جنگ بندی لائن کے پار اس کی کمان نے خطہ میں کئی معمولی چوکیوں کے علاوہ بھارتی فوجوں نے مزید سات چوکیوں پر قبضہ کر لیا ہے۔

نئی دہلی۔ ۳۰ اگست۔ وزیر دفاع شری چوہان نے آج لوک سبھا میں اعلان کیا کہ بھارتی فوجوں نے جنہوں نے ۲۶ اگست کو اوڑی سیکٹر میں جنگ بندی کا لائن پار کی تھی درہ حاجی پیر اور دیگر کئی چوکیوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہی وہ بڑا راستہ ہے جس سے گذر کر پاکستانی لٹیرے کشمیر میں داخل ہوتے رہے ہیں۔

وزیر دفاع نے اس امر کی بھی تصدیق کی کہ ان کارروائیوں میں بھارتی فوجوں نے بیڈوہ کی پہاڑی اور دیگر کئی چوکیوں پر بھی قبضہ کر لیا۔ درہ حاجی پیر جنگ بندی لائن سے سیدھے ہوائی راستہ سے ۵ میل دور ہے لیکن عام راستہ سے فاصلہ کافی ہے۔ کیونکہ علاقہ بہاڑی دشوار گذار اور کٹھن ہے شری چوہان نے کہا کہ ان کارروائیوں کے دوران میں ان فوجوں نے کافی بڑی تعداد میں اسلحہ و ہتھیاروں پر قبضہ کیا جو لٹیروں کو سپلائی کیا جاتا تھا۔ اور جس سے علاقہ کی حفاظت کرنا بھی مقصود تھا۔ شری چوہان کے اس اعلان پر ہاؤس میں ممبروں نے زور دار تالیاں بجائیں۔

چنڈی گڑھ ۳۰ اگست۔ پنجاب سرکار نے سنت فتح سنگھ کی ہٹ دھرمی سے پیدا شدہ صورتِ حال کے مقابلہ کے لئے اقدامات شروع کر دیئے ہیں۔ چنانچہ ۹ اضلاع میں ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر اور ایڈیشنل سپرنٹنڈنٹ پولیس مقرر کئے جا رہے ہیں تاکہ صورت حال سے نپٹنے میں آسانی ہو ان اضلاع میں مزید ایگزیکٹو مجسٹریٹ بھی مقرر کئے جائیں گے

لکھنؤ ۳۰ اگست۔ سیہ جا سوشلسٹ پارٹی لیڈر شری آچاریہ کرپلانی ممبر پارلیمنٹ نے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے بھارت سرکار کو پاکستان چین اور انڈونیشیا کے گٹھ جوڑ کے متعلق خبردار کیا۔

نئی دہلی ۳۰ اگست۔ آج لوک سبھا میں وقفہ سوالات کے وقت وزیر اطلاعات شریمتی اندرا گاندھی نے بتایا کہ حکومت جالندھر ریڈیو سٹیشن کو مکمل طور پر پنجابی بھاشی ریڈیو بنانے کے سمجھاؤ پر وچار کر رہی ہے۔

جالندھر ۳۰ اگست۔ جالندھر کے شہریوں کی ایک میٹنگ، کل آریہ سماج منڈی ادّہ ہوشیارپور لالہ جگت نارائن ممبر پارلیمنٹ کی زیرِ صدارت ہوئی۔ جس میں ایک پرستاؤ کے ذریعے سنت فتح سنگھ کے برت اور خودکشی کی دھمکی کی مذمت کی گئی۔ اور حکومت کو وارننگ دی گئی کہ اگر وہ سنت فتح سنگھ کی مانگ کے آگے جھکی تو آریہ سماج زبردست آندولن شروع کر دے گا۔

نئی دہلی ۳۰ اگست۔ پاکستان کے چینی رویہ میں نمایاں تبدیلی کے بعد بھارت سرکار نے اپنی ایٹمی پالیسی میں بھی تبدیلی کا اشارہ دیا ہے آج لوک سبھا میں پردھان منتری شری لال بہادر شاستری نے اعلان کیا کہ سردست ایٹم بم نہ بنانے کی پالیسی پر نظرثانی کرنے یا اس میں تبدیلی کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے لیکن اگر کوئی اور واقعہ ہوا یا کوئی نئی حالت پیدا ہوئی تو ہو سکتا ہے کہ اس معاملہ پر نظر ثانی کی جائے۔

تبلیغ اسلام کیلئے صدقہ جاریہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:-

"یاد رکھو! تحریک جدید اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے بفضلِ خدا تحریک جدید کی نیکی اُن نیکیوں میں سے ہے کہ جو لوگ اخلاص سے راہِ خدا میں قربانی کریں گے۔ اور متواتر کرتے جائیں گے اللہ تعالیٰ اُن کو کبھی موت کے ہزاروں سال بعد بھی ثواب عطا فرماتا رہے گا اسلئے کہ تحریک جدید کے چندے سے وہ کام کئے جا رہے ہیں جو تبلیغِ اسلام کیلئے .... لئے صدقہ جاریہ کی ایک مستقل حیثیت رکھتے ہیں۔"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ تحریک جدید کا مندرجہ بالا اقتباس آج بھی اسی طرح توجہ سے پڑھ کر عمل کرنے کے قابل ہے۔ تمام احباب جماعت کو ان کے وعدہ جات سے اطلاع دی گئی ہے۔ لیکن تاحال سو فی صدی ادائیگی نہیں ہوئی۔

پس میں جملہ احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں اور فرض شناسی کا ثبوت دیں۔ خدا تعالیٰ اس کارِ خیر میں آپ سب کو بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار وکیل المال تحریک جدید قادیان

درخواستہائے دعا

۱۔ محترمہ صوفیہ بیگم صاحبہ اہلیہ جناب سید فضل احمد صاحب پٹنہ نے تار دیا ہے کہ انہیں اور ان کے خاندان کو مقامی طور پر بہت سی پریشانیاں پیش آ رہی ہیں۔ یہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک دیرینہ اور مخلص خاندان ہے۔ اور احباب جماعت کی خاص دعاؤں کا مستحق ہے۔ احباب بطور خاص اس سارے خاندان کی پریشانیوں اور مشکلات کے ازالہ کے لئے دعا فرمائیں۔

مرزا وسیم احمد قادیان

۲۔ خاکسار کی اہلیہ کی بڑی بہن کچھ دنوں سے بیمار ہے۔ ان کی کامل شفایابی کے لئے احباب سے درخواست ہے۔ خاکسار بشیر احمد گجراتی ۸/۱۵ ۲۱

۳۔ خاکسار نے اس سال ہائر سیکنڈری کا امتحان دیا ہے۔ احباب میری نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ نیز میرے دادا سید حسام الدین صاحب کٹکی امیر جماعت سونگھڑہ کی طبیعت بھی خراب رہتی ہے بزرگانِ سلسلہ سے درخواست ہے کہ ان کی مکمل صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار انیس احمد احمدی احمدپور